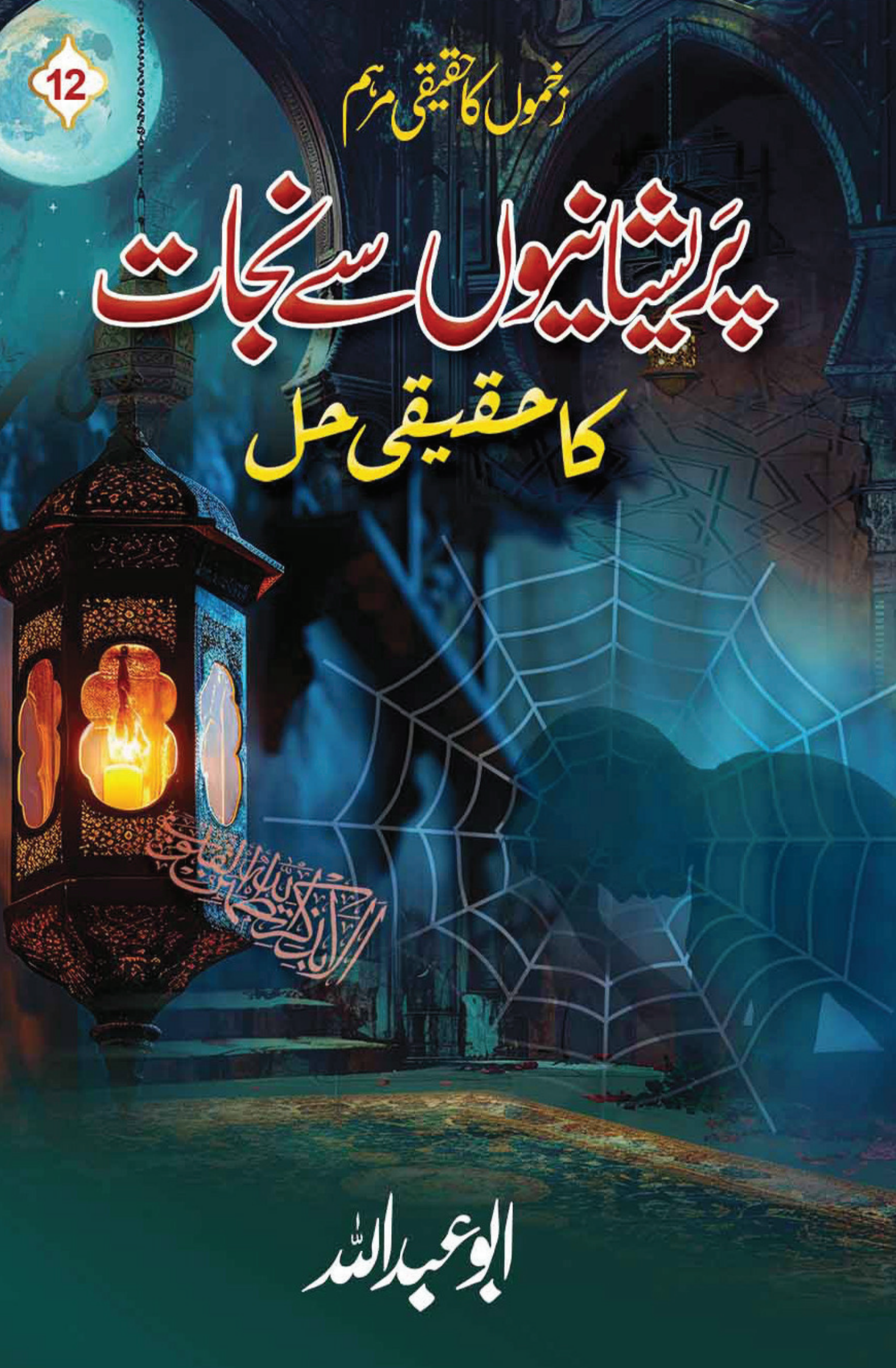
12

زخموں کا حقیقی مرہم

پریشانیوں سے نجات

کا حقیقی حل



ابو عبداللہ

(زخموں کا حقیقی مرہم)

(۱۲)

پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل

ابو عبدا للہ

(جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں)

نام کتاب: پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل

تالیف: ابوعبداللہ

اشاعت اول: 2024، (1445ھ)

.....

قرآن وسنت کو من وعن بیان کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے لیکن انسان کی کاوش خطا سے پاک نہیں۔اسلئے کہیں بھی کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پر نظر آئے تو ہمیں مطلع کریں،اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو ہم انشاءاللہ فوراً رجوع کریں گے۔اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔(آمین)

نوٹ: چونکہ اس مسودہ کی پروف ریڈنگ ابھی پوری طرح سے نہیں ہوسکی لہٰذا الفاظی غلطیوں کیلئے پیشگی معذرت

.....

فہرست

تحریر کا مقصد: 3

پریشانیوں کی مختلف شکلیں.....3

بچاؤ کا عمومی حل.....4

مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا!.....6

بچاؤ کا خصوصی (حقیقی) حل.....6

خواہشات پر قابو.....25

شہواتِ حرص وہوس کے پھندے سے آزادی.....28

ایک دن پر زندگی۔پریشانی سے نجات کا عظیم حل.....33

خلاصہ (بیماری میں بچت کی راہیں) 34

اطمینان وسکون کے ذرائع.....40

☆ ہماری اہم تحاریر.....42

☆ ویب سائٹ کا تعارف.....43

☆ یوٹیوب چینل کا تعارف.....44

☆ ہماری دعوت.....45

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالانبياء

والمرسلين و على آله وصحبه اجمعين اما بعد!

تحریر کا مقصد: مصائب وآلام، تنگی وتکالیف اور پریشانیاں اس زندگی کا حصہ ہیں۔ یہ گاہے بگاہے آنی ہی آنی ہیں۔ اسباب کی اس زندگی میں ان سے کلّی چھٹکارہ ممکن نہیں۔ ہاں جس حد تک ممکن ہو ان سے بچنے، انہیں کنٹرول کرنے اور ان پر صبر کرنے کی بھرپور کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ یہ تحریر اس بھنور سے نکلنے کی ایک منفرد کاوش ہے، جس میں پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل دیا گیا ہے۔ جو ان شاءاللہ چین وراحت اور امن وعافیت کا یقینی ذریعہ ثابت ہوگا۔

پریشانیوں کی مختلف شکلیں

زندگی میں آنے والی پریشانیاں درج ذیل مختلف شکلوں میں آتی ہیں:

(۱)۔ بیماریاں (Deseases): ہلکی، شدید اور جان لیوا..... ان گنت بیماریاں

(۲)۔ حادثات (Accidents/Tragedies): گاڑیوں کا ٹکراؤ، زلزلے، کرنٹ، آگ، سیلاب، طوفان، رشتے ناطے کٹنا، طلاق..... وغیرہ

(۳)۔ شدید موسمی اثرات (Harsh Weather): شدید گرمی، شدید سردی، جھکڑ وغیرہ

(۴)۔ وسائل میں تنگی (Poverty): مال واسباب، رزق کی تنگی، بھوک افلاس وغیرہ

(۵)۔ انسانوں سے تکلیف: بُرے لوگوں، حاسدین رشتے داروں اور دوست احباب کی طرف سے اذیت و پریشانی: ذمے داریوں کے التزام اور حقوق کی ادائیگی میں غفلت سمیت ظلم وزیادتی

(۶)۔ خواہشات کو جھٹکا (Unfulfilment of Desires): خواہشات کا احسن طریق پر پورا نہ ہونا بھی انسان کیلئے قابل برداشت نہیں۔ ان میں کمی رہ جانا بھی حسرت وتکلیف کا باعث بنتا ہے۔

پہلے ان سے بچاؤ کا عمومی (اسباب کے تحت) حل بتلایا جائے گا اسکے بعد خصوصی اور حقیقی حل۔

بچاؤ کا عمومی حل

دنیا کی زندگی کو اللہ نے اسباب یعنی قوانینِ طبیعہ کے تابع کیا ہے۔ زندگی گزارنے کیلئے انسان کو عقل و شعور سے نوازا گیا ہے تاکہ فائدے ونقصان کی پہچان کر سکے۔ ان قوانین طبیعہ کی پروانہ کرنے یعنی رہنے سہنے، کھانے پینے..... میں صحت و زندگی کا خیال نہ رکھنے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے اور کوشش نہ کرنے اور کچھ کئے بغیر ہر کام تقدیر پر ڈالنے سے انسان خود اپنی صحت اور زندگی کیلئے مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ o﴾ (الشوریٰ:30:42)

''اور جو پہنچتی ہے تمہیں کوئی مصیبت تو وہ تو کمائی ہوتی ہے تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی اور معاف فرما دیتا ہے وہ (پروردگار) بہت سے قصوروں کو۔''

یہاں اپنے ہاتھوں کی کمائی سے خصوصاً مراد تو معصیت و نافرمانی کی راہ پر چلنا ہے، جو کہ بالآخر پکڑ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ لیکن اسکا اطلاق دنیا میں مصائب سے بچنے کیلئے کوشش نہ کرنے کے ساتھ بھی ہے۔ اس ضمن میں ہمارے پیارے رسول ﷺ نے بھنور سے نکلنے کیلئے انسانیت کو بہت عظیم رہنمائی فرمائی ہے:

''تو اپنے لئے (۱)۔ نفع بخش چیز کے لئے محنت کر اور (۲)۔ اللہ سے (دعا کے ذریعے) مدد طلب کر اور (۳)۔ عاجزی و سستی نہ کر، اور (اب) اگر تجھے کوئی نقصان پہنچے تو ایسے نہ کہو اگر میں (اسطرح اسطرح) کرتا تو اسطرح اسطرح ہوتا، بلکہ یوں کہو: اللہ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا سو کیا، کیونکہ لفظِ 'اگر' شیطان کا عمل کھول دیتا ہے۔'' (مسلم، کتاب القدر، رقم:6774)

معلوم ہوا تقدیر پہلے نمبر پر نہیں بلکہ چوتھے نمبر یعنی کوشش، دعا اور چاق و چوبند رہنے کے بعد برآمد ہونے والے نتائج پر ہے۔ ایسا نہیں کہ ہاتھ تک نہ ہلایا جائے اور ہر چیز کو تقدیر پر ڈال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دوغلطیاں: اس ضمن میں لوگ عام طور پر دوغلطیاں کرتے ہیں:

پہلی غلطی: کچھ کئے بغیر صرف دعا پر انحصار۔ اللہ اسباب کا محتاج نہیں وہ بغیر اسباب کے بھی سب کچھ عطا کرسکتا ہے، لیکن دنیا میں یہ عمومی ظابطہ وطریقہ نہیں۔ یہاں اس نے کامیابی کو محنت کے ساتھ جوڑا ہے، جیسا کہ اوپر واضح کردیا گیا۔

دوسری غلطی: اسباب کو حرف آخر سمجھتے ہوئے، اللہ سے بے نیاز ہوجانا، اللہ کو بھول جانا، جو کہ شیطان کی راہ ہے۔ سارے اسباب پورے کرکے بھی نتیجہ خلاف توقع آسکتا ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی یوں فرمائی:

﴿ وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا o اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ﴾

(سورہ کہف:18:23-24)

''اور کبھی نہ کہو کسی چیز کے بارے میں کہ کل میں یہ ضرور کروں گا، مگر یہ کہ اگر چاہے اللہ''

اسکا یہ مطلب بالکل بھی نہیں کہ کچھ کئے بغیر انشاءاللہ کہنا ہے جو کہ اس وقت مسلمانوں نے اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ جو کام نہ کرنا ہو اس پر انشاءاللہ کہہ دیتے ہیں۔

نتیجہ: لہٰذا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے کی بجائے آنکھیں کھول کر زندگی بسر کرنے، وقت کی قدر کرنے، اسباب کے تحت بھرپور محنت وکاوش کرنے، حفاظتی اقدامات (Safety Measure) کو ہرممکن ملحوظ رکھنے، کھانے پینے میں متوازن غذا اور لائف سٹائل (واک، ورزش) وغیرہ کا خیال رکھنے، وقت کی قدر کرنے، اولاد کی کفالت وتربیت کی بھرپور فکر کرنے، بُرے ماحول سے بچنے..... بیماری کی صورت میں موزوں دوائی (Medicine) لینے .....اور مسبب الاسباب سے تعلق اور اُس سے مدد کی دعا کرتے رہنے سے، ان شاءاللہ پیچھے ذکر کردہ سات میں سے پانچ (یعنی: بیماریاں، حادثات، موسمی شدت، وسائل میں تنگی، شوشل میڈیا) کی شکل میں آنے والی پریشانیوں سے کافی حد تک بچاؤ ممکن ہوجائے گا۔

جہاں تک معاملہ پانچویں (انسانوں سے تکلیف) کا ہے، تو اس سے بچاؤ کی نشاندہی بھی خصوصی حل میں کی جائے گی۔ مزید یہ کہ ساتویں پریشانی یعنی ''خواہشات'' کا علاج کچھ مختلف ہے، جو انشاءاللہ

آگے الگ سے واضح کر دیا جائے گا۔

مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا!

اسباب کے تحت اس کاوش سے کافی حد تک بچاؤ تو ہو جائے گا، لیکن مسئلہ ابھی پوری طرح سے حل نہیں ہوا۔ کیونکہ مصائب کنٹرول تو ہو جائیں گے، لیکن ختم تو نہیں ہوں گے۔ ایک مصیبت سے جان چھڑائیں گے، تو دس نئی مصیبتیں آ واقع ہوں گی۔ کوئی بڑا حادثہ، مہلک مرض، کسی قریبی کی موت، مال واسباب میں بڑا نقصان..... سمیت کئی قسم کے مصائب تو کسی وقت بھی پیش آ سکتے ہیں۔ اس قسم کے شدید جھٹکے انسان کی کمر توڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کئی لوگ تو ایسی خبریں سنتے ہی جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔ تو پھر اسکا حل کیا ہے؟ جی اس کا حل اسباب سے بالا یعنی خصوصی اور حقیقی حل ہے، جو انشاءاللہ دائمی عافیت کا باعث بنے گا۔

بچاؤ کا خصوصی (حقیقی) حل

اللہ کی توفیق سے اب ہم مذکورہ مسئلے کا اصل (حقیقی) حل بیان کرتے ہیں جو نہ صرف دنیا بلکہ اگلی زندگی میں بھی اطمینان وسکون کا باعث بنے گا۔ انسان کی اصل خوش نصیبی اس حل سے آگاہی اور اسے اپنانے میں ہے اور اصل قابل ترس وہ لوگ ہیں جو اس حقیقت سے نابلد ہیں۔ اگر آپ کو دنیا وآخرت دونوں میں چین وراحت اور امن وعافیت چاہئے، تو پھر اس حقیقی حل سے جلد از جلد آگاہ ہو کر دوسروں کی آگاہی کا ذریعہ بنیں۔ اس حل کے کئی نکات بیان کئے جائیں گے، جن میں سے ہر ہر نکتہ راہ یابی کا موجب بنے گا۔ یہ حل دو طرح سے دکھوں کا مداوا بنتا ہے:

(۱)۔ خالق کی تائید ومدد: مسبب الاسباب یعنی خالق کے حصار میں آنے سے۔

(۲)۔ سوچ کی تبدیلی سے: اپنی ذات، دنیا اور آخرت کی حقیقت سے آگاہی سے سوچ میں تبدیلی کی بنا پر بھنور سے نجات۔ سوچنے کا انداز بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک ہی مسئلے کو مختلف انداز سے دیکھنے سے زندگی پر اسکے مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ زندگی اور اس میں آنے والے مسائل کو جب اصل حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے گا (جسے اگلے صفحات میں کھولا گیا ہے) تو پھر ان شاءاللہ

بہت حد تک عافیت نصیب ہو جائے گی۔

نوٹ : یہ حل چونکہ اسباب سے ماوار ہے اور اس کا تعلق مسبب الاسباب یعنی خالق کے ساتھ ہے اسلئے اس حل سے حقیقی معنوں میں مستفید ہونے کیلئے خالق کے سے ساتھ تعلق کا ہونا لازم ہے۔ یہ تعلق جتنا مضبوط ہوگا اسی قدر ثمرات نصیب ہوں گے۔ مزید یہ کہ حل بہت آسان بھی نہیں کہ بلا کاوش ہی مقصود کو پایا جا سکے۔ اسے سمجھنے کیلئے مطالعہ اور عمل کیلئے مسلسل جدوجہد اور استقامت درکار ہے۔ تاہم اتنا بھی دشوار نہیں کہ اسے زندگی میں لایا ہی نہ جا سکے۔ ان شاء اللہ پختہ عزم کے ساتھ چلنے والے اہل اخلاص کو پروردگار مراد تک ضرور پہنچا دیتا ہے۔

یہ عظیم حل درج ذیل سات بنیادی نکات پر مشتمل ہے:

(1)۔ اپنی حقیقت کی پہچان، (2)۔ دنیا کی اصل حقیقت سے آگاہی، (3)۔ مقصد حیات کو جاننا، (4)۔ تعلق باللہ / توکل وتفویض، (5)۔ مصائب وآلام کی اصل وجوہات سے آگاہی، (6)۔ تقویٰ، صدقہ، استغفار، اور (7)۔ دعا کا سہارہ

ان سات نکات کی اصل حقیقت سے آگاہی کا منبع ''**قرآن حکیم**'' ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم پر غور وفکر کے ذریعے ان حقائق سے آگاہی دکھوں کا اصل مداوا ہے۔ لہٰذا امن وسکون اور چین وراحت پانے کیلئے تنہائی میں بیٹھ کر قرآن حکیم پر غور وفکر کرنا ناگزیر ہے۔ یہاں اسی سرچشمہ ہدایت کی روشنی میں ان سات نکات کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے:

نوٹ (حقوق العباد): یہ حل انشاء اللہ ہر قسم کی پریشانیوں کیلئے حقیقی مرہم ثابت ہوگا، تاہم۔ پانچواں نکتہ یعنی انسانوں کی طرف سے اذیت وپریشانی کے متعلق چند ضروری نکات ذہن نشین کر لیں:

عام بُرے انسانوں سے تو ہر قسم کی تکلیف: بدکلامی، بغض وعداوت، غیبت، حق تلفی، ظلم وزیادتی، چوری ڈاکے، قتل وغارت..... کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ جبکہ رشتے دار اور قریبی دوست احباب (جو دین سے دور ہیں) ان سے ذمے داریوں کے التزام اور حقوق کی ادائیگی میں غفلت سمیت ''حسد'' کی بنا پر انسان ظلم وزیادتی کا نشانہ بن سکتا ہے۔ وہی انسان تکلیف کا ذریعہ بنتے ہیں، جن سے تعلق ہوتا ہے اور جو دنیا دار ہوتے ہیں، اللہ سے دور ہوتے ہیں۔ یعنی لوگوں سے تعلق

جتنا زیادہ گہرا ہوگا، اسی قدر زیادہ تکلیف کا باعث بنے گا۔ دیگر لوگوں کی نسبت رشتے داروں اور دوست احباب سے تعلق چونکہ زیادہ ہوتا ہے، اسلئے عموماً حسد (Jealousy) بغض، کینہ اور غیبت کی بنا پر ان سے نقصان کا اندیشہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ: جائیداد، وراثت، لین دین، رشتوں ناطوں میں کمی بیشی..... لڑائی جھگڑوں تک لے جاتی ہے، بلکہ نوبت قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہے۔

مزید یہ کہ شوشل میڈیا: موبائل، انٹرنیٹ، واٹس ایپ، انسٹاگرام، فیس بک، یوٹیوب..... دورِ حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے جس سے باہمی تعلقات (Mutual Relations) بہت بُری طرح سے متاثر ہوئے ہیں۔ میاں بیوی، بچے، دوست احباب..... لوگوں کا سارا وقت انہیں چیزوں نے چھین لیا ہے۔ ایک دوسرے سے بات چیت، میل ملاپ.... کیلئے لوگوں کے پاس اب فرصت ہی نہیں رہی جس سے تعلقات میں فاصلے (Gaps) پیدا ہوگئے ہیں۔ بچے والدین سے دور، بیوی خاوند سے اور خاوند بیوی سے..... یہاں تک کہ معاملہ تعلقات کے انقطاع تک جا پہنچتا ہے۔

شوشل میڈیا کے فتنے سمیت دیگر ذکر کردہ گھمبیر صورت حال سے بچنے کیلئے درج ذیل نکات خصوصی طور پر ذہن نشین رکھنے ضروری ہیں:

(۱)۔ علمی آگاہی: حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی ملحوظ رکھنا اللہ کے ہاں کس قدر ضروری ہے اور اسکا لحاظ نہ رکھنا کس قدر ہلاکت کا باعث ہے، اس پر علمی آگاہی حاصل کی جائے۔

(۲)۔ حرص ولالچ سے بچنا: اس صورت حال کی ایک بڑی وجہ ''حرص ولالچ'' بھی ہے۔ اس ضمن میں اللہ کی رضا، اخروی پکڑ اور ہلاکت کے خوف سے صبر اختیار کرتے ہوئے دیانتداری کا دامن تھامنے کی ضرورت ہے۔ صبر اختیار کرتے ہوئے نبی رحمت ﷺ کے اس سنہری اصول کو اپنا لیا جائے کہ:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (بخاری، کتاب الایمان، رقم:13)

یعنی لینے اور دینے کا معیار ایک ہو جائے۔ دوران تقسیم اچھی چیز خود رکھ لینا اور ناقص دوسروں کو دے دینا مسلمانی نہیں۔ اگر ہمیں خود نقصان سے بچنا پسند ہے تو دوسروں کیلئے بھی یہی خواہش ہونی چاہیے۔ اللہ کی

پکڑ، اخروی فلاح پیش نظر ہوتے ہی انشاء اللہ صبر نصیب ہو جائے گا، حرص و لالچ پر قابو اور اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی ترغیب ملے گی۔

(۳)۔ محض دنیاداری کی بجائے رضائے الٰہی اور اخروی فلاح کو ملحوظ رکھنا: حقوق العباد میں پامالی کی تیسری بڑی وجہ رضائے الٰہی اور اخروی فلاح کو ملحوظ رکھنے کی بجائے محض دنیاداری کی خاطر تعلقات نبھانا ہے۔ اس ضمن میں یہ انتہائی اہم بات ملحوظ رہے کہ:

''دنیاداری کی نیت سے کسی کا کتنا ہی فائدہ کر لیا جائے پھر بھی وہ خوش نہیں ہو پاتا، گلے شکوے نہیں جاتے۔ کہیں ایک جگہ بھی اونچ نیچ ہو جائے تو سب کیا کرایا بے کار ہو جاتا ہے۔ لیکن جب لوگوں کے ساتھ تعلقات اللہ کی رضامندی یا اخروی فلاح کی خاطر ہوں گے تو انشاء اللہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔ لوگوں کا فائدہ جب اللہ کو راضی کرنے اور اپنی آخرت بچانے کی غرض سے کریں گے تو شکوے شکائتوں کی نوبت نہیں آئے گی۔ صبر نصیب ہوگا اور معاملات دیانتداری پر آجائیں گے۔ کسی سے فائدہ ہو یا نقصان، عدل و انصاف کا دامن نہیں چھوٹے گا۔''

حقوق العباد کے حوالے سے ان تین بنیادی نکات کو ملحوظ رکھنے سے ان شاء اللہ باہمی تعلقات میں توازن نصیب ہوگا جس سے ہماری شوشل لائف بہتر ہوگی اور انسان سُکھی ہو جائے گا۔

اس ضمن میں تفصیلی آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (حقوق العباد)

اب ہم جملہ پریشانیوں سے نجات کے حقیقی حل کے مذکورہ نکات کی وضاحت پیش کرتے ہیں:

(1)۔ اپنی حقیقت کی پہچان

عام طور پر ہم صرف اپنے مادی وجود کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں، جبکہ ہمارا وجود تین حصوں پر مشتمل ہے:

(۱)۔ جسم (یعنی مادی قالب)، (۲)۔ نفس (غیر مرعی، غیر مادی) اور (۳)۔ روح (غیر مرعی، غیر مادی)۔

جب ہم جسم یعنی مادی قالب کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور نفس اور روح جو غیر مادی حقیقتیں ہیں انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں تو پھر حقیقت سے بہت دور جا گرتے ہیں۔ خواہشات اور جسم کے تقاضے پورے کرنا ہی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ خواہشات کی آہنی زنجیریں ہمیں جکڑ لیتی ہیں۔ پھر امن و اطمینان (جو

روح کی آبیاری سے ملنا تھا) اس سے ہم محروم ہو جاتے ہیں۔ یوں وقتی خوشیاں اور مزے تو بقدر کاوش ملتے رہتے ہیں جو ''اطمینانِ قلب'' کی بجائے ''اضطراب'' کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا حقیقی اطمینان وسکون کیلئے اپنے آپ کو پہچاننا بہت ضروری ہے کہ ہم کیا ہیں؟ ہماری حقیقت کیا ہے؟ نفس کیا ہے؟ روح کیا ہے؟ اور انکا باہمی ربط کیا ہے؟ جب ہم اپنی حقیقت جان پائیں گے، صرف مادی قالب کو ہی سب کچھ سمجھنے کی بجائے، نفس اور روح کو بھی جسم کا اہم جزو سمجھیں گے تو دنیا کو حقیقت کی نظر سے دیکھنے کی توفیق نصیب ہوگی اور اصل منزل کی طرف گامزن ہو پائیں گے۔ مشہور قول ہے کہ ﴿مَنْ عَرَفَ نَفْسَه فَقَدْ عَرَفَ رَبَّه﴾ ''جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا''۔ اس ضمن میں اپنے آپ سے آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر (انسانیت کی عظیم ترین آفت)۔

(2)۔ دنیا کی اصل حقیقت سے آگاہی

نوٹ: اس ضمن میں جو معلومات دی جائیں گی انکا مطلب دنیا کی مطلقاً نفی کرنا مقصود نہیں۔ دنیا کا جائز حصول اور اسکا جائز استعمال تو باعث خیر ہے اور اس میں سے اللہ کا حق نکالتے رہنا مذمت کی بجائے قابلِ تحسین ہے۔ مزید یہ کہ حسنِ نیت کے ساتھ: اللہ کی رضا، خدمت خلق کے جذبے سے انسانی فلاح و ہمدردی، ضروریات پر مبنی ملکی تعمیر و ترقی ..... وغیرہ کیلئے کام کرنا دنیا کی بجائے دین کے ہی تقاضوں میں شمار ہو کر اجر کا باعث ہے۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان بھکاری بن کر ذلیل ہوں بلکہ خودداری اور عزت و غیرت چاہتا ہے۔ لیکن خودغرضی، حرص و لالچ کی بنا پر دوسروں کی حق تلفی، عیش وعشرت میں پڑ کر سارے وسائل دنیا کی نظر کر کے آخرت کو نظر انداز کرنا ہلاکت ہے۔

یہاں محض دنیا کیلئے جینے مرنے والوں پر دنیا کی حقیقت واضح کی گئی ہے، تاکہ اس ضمن میں پہنچے والے صدامات سے نجات نصیب ہو سکے۔

دنیا کی حقیقت سے آگاہی ہی دنیوی پریشانیوں کا اصل مرہم ہے۔ دنیا کی حقیقت سے ناآشنا رہنا ہی اصل پریشانی ہے۔ جو دنیوی حقیقت کو نہیں جان پاتا اسکی پریشانیاں ختم نہیں ہو سکتیں خواہ کتنی ہی آسائشیں اکٹھی کر لی جائیں۔ جب ہم دنیاوی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھیں گے تو پھر یہاں کے مصائب ہماری کمر توڑ کر رکھ دیں گے۔ ہم تو اسی زندگی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، لیکن اصل بات تو وہی ہے جو ہمارے اور

اس دنیا کے بنانے والے نے بتلائی ہے۔حقیقتِ حال سے آگاہی کیلئے چند آیات ملاحظہ کریں:

یہ تو بس متاع ہے: ارشاد ہوا:

﴿ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ o﴾

(المومن:40:آیت:39)

''اے قوم دنیا کی زندگی تو نہیں مگر سوائے متاع کے اور یقیناً آخرت ہی ٹھرنے کی جگہ ہے۔''

ہم دنیا کو دارلقرار (ٹھرنے کی جگہ) اور آخرت کو ویسے ہی بھولے ہوئے ہیں، جبکہ پروردگار نے دنیا کو متاع (گزرگاہ) اور آخرت کو دارلقرار کہا ہے۔وہ چیز جو بہت عارضی طور پر دی جائے اور جلد واپس لے لی جائے وہ متاع کہلاتی ہے۔یا وہ چیز جس کے اپنا ہونے کا گمان ہو لیکن وہ انسان کی اپنی ملکیت نہ ہو وہ متاع کہلاتی ہے۔یوں دیکھتے ہی دیکھتے انسان کا بچپن، جوانی، وقت..... سب اس کے ہاتھ سے چھنتا جاتا ہے۔جب دنیا کے متاع ہونے اور آخرت کے دارلقرار ہونے کی حقیقت ہمارے دل میں بیٹھ جائے گی اور ہم دنیا کو آخرت کے تابع کر دیں گے، تو پھر ان شاء اللہ یہاں کی پریشانیاں بڑی تکلیف کا باعث نہیں بنیں گی، بلکہ بڑی آسانی سے گزر جائیں گی۔

اسی ضمن میں مزید متنبہ کیا:

﴿ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ فَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ o﴾ (سورہ رعد:13:آیت:26)

''اللہ ہی جس کی روزی چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے گھٹا تا ہے۔اور یہ تو (محض) دنیاوی زندگی پر ہی خوش ہو گئے ہیں حالانکہ دنیا تو آخرت کے مقابلے میں نہیں ہے مگر صرف ایک متاع (یعنی نہایت حقیر پونجی)۔''

نرا ہی دھوکہ! دنیا کی زندگی تو نہیں ہے کچھ بھی، سوائے نرے ہی دھوکے کے، ارشاد ہوا:

﴿وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران:3:آیت:185)

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی کچھ بھی سوائے نرے ہی دھوکے کے۔''

یعنی اگر مقصود صرف دنیا کی ہی زندگی ہے تو یہ سوائے دھوکے کے کچھ بھی نہیں۔کیونکہ اس نے ہماری

آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہوجانا ہے۔صرف موجودہ اورآنے والے لمحات میں وقت محسوس ہوتا ہے۔جیسے ہی ہمارے شب وروز گزر کا ماضی کا حصہ بن جاتے ہیں تو ان میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔وہ صرف ایک گزرا ہوا خواب محسوس ہوتے ہیں۔زندگی کُل چار سیکنڈ کی طرح ہے: بچپن سے لڑکپن،لڑکپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت.....اور بوقت موت پیچھے گزری ہوئی ساری زندگی ایک لمحہ ہی محسوس ہوتی ہے۔پس جس کے دل میں دنیا کے دھوکہ ہونے کی حقیقت جاگزیں ہوگئی ہو،مصائب اسکے لئے بڑی اذیت کا باعث نہیں بن پائیں گے۔

<u>یہ تو کچھ بھی نہیں:</u> یہ دنیا جسکے لئے ہم جیتے مرتے ہیں،آخرت کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں:

﴿ وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾(عنکبوت:64:29)

''اورنہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، کاش تم جان جاتے۔''

کھیل اور تماشا تو بہت تھوڑے وقت کیلئے منعقد ہوتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہوجاتا ہے۔اسی طرح اس زندگی نے بھی تماشے کی طرح بہت جلد ختم ہوجانا ہے اور پھر آخرت کی ابدی زندگی شروع ہونی ہے۔کاش یہ بات ہمارے دل میں بیٹھ جائے اور اسکی سمجھ ہمیں یہیں اسی دنیا میں آجائے تاکہ ہماری زندگی سوکھی ہوجائے۔

پریشانیوں کے توڑ کے ضمن میں نبی کریم ﷺ نے نہایت موثر رہنمائی یوں فرمائی:

بروز قیامت جہنمیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا،اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی (راحت) دیکھی؟ کیا تجھ پر (کبھی) خوشحالی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ کی قسم اے میرے رب۔اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا،اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا، وہ کہے گا نہیں اللہ کی قسم، میرے ساتھ کبھی سختی

کا گزر نہیں ہوا، نہ میں نے کبھی سختی اور تکلیف دیکھی۔'' (مسلم، صفات المنافقین، رقم:2807)

یہ ہے آخرت کے مقابلے میں دنیوی نعمتوں اور پریشانیوں کی حقیقت، کاش ہم اسے من میں بٹھالیں۔

یاد رکھیں! ہمیں آخرت کی لافانی زندگی کیلئے پیدا کیا گیا ہے، ہم اسی زندگی کو زندگی سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ تو اصل زندگی کی تمہید ہے۔ یہ تو امتحانی وقفہ ہے جسے موت ڈال کر ابدی زندگی سے کاٹا گیا ہے۔ موت کا قاصد بغیر بتلائے کسی لمحے بھی دستک دے سکتا ہے۔ ویسے تو ایک منٹ کی بھی گارنٹی نہیں، لیکن زندگی پوری ہو بھی گئی تب بھی ۶۰، ۷۰ سال دیکھتے ہی دیکھتے پل بھر میں گزر جانے ہیں۔ اس برف کے بلاک نے بہت جلد غائب ہو جانا ہے۔ جو وقت آنے والا ہو اس میں تو لگتا ہے کہ وقت ہے لیکن جونہی وقت گزر کر ماضی کا حصہ بن جائے تو وہ خواب محسوس ہونے لگتا ہے۔ سابقہ گزری ہوئی زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو پل بھر ہی محسوس ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جو وقت آگے رہ گیا ہے اس نے بھی بہت جلد گزر جانا ہے۔ پھر یہ حقیقت بروز قیامت اچھی طرح کھل جائے گی۔ اس دن انسان اپنی دنیا کی زندگی کی بابت خود اقرار کرے گا:

﴿ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَاo﴾ (النازعات:46)

''جس روز دیکھیں گے وہ قیامت کو تو ایسا لگے گا گویا نہیں رہے وہ دنیا میں مگر ایک شام یا ایک صبح''

موت کے وقت تو سب کو سمجھ آ ہی جانی ہے لیکن عقلمندی جیتے جی ہی اس دھوکے سے نکل جانے میں ہے، تاکہ اصل مقصود کو پایا جا سکے۔

<u>دنیا سے حاصل کیا!</u> حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو زندگی اگر اخروی فلاح کو مقصود بنائے بغیر محض دنیا کیلئے گزاری جا رہی ہے تو یہاں سوائے مشقت کے حاصل بھی کیا ہو رہا ہے؟ صبح کا ناشتہ دوپہر تک ختم، شام کا کھانا صبح تک ختم اسی طرح وقت کے ساتھ ہر شے یا تو بوسیدہ ہوتی جاتی ہے یا فنا۔ دنیا کی ہر شے ساتھ ساتھ ہی مٹتی جاتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مٹنے والی دنیا کا ہونے کی بجائے ہمیشہ باقی رہنے والے خزانے کی دعوت دی ہے:

﴿ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًاo ﴾ (الکھف:46:18)

''مال اور بیٹے تو (صرف) دنیوی زندگانی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی تو نیکیاں ہیں ، وہ تمھارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی ہیں ثواب اور امید کے لحاظ سے۔''

ہماری ساری امیدیں دنیوی زندگی کی مٹ جانے والی اشیاء سے ہی وابستہ ہوتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمھاری امیدیں تو ہمیشہ کام آنے والی نیکیوں سے وابستہ ہونی چاہئیں۔ کیا ہم حقیر اور عارضی زندگی کی جگہ بہتر اور دائمی نعمت (نیکیوں) پر نظریں نہیں جمائیں گے....؟

مزید یہ کہ حقیقت میں دنیا مصائب و آلام کی جگہ ہے، بہت سارے مصائب تو ہر وقت ساتھ لگے ہوئے ہیں جیسے: رزق کیلئے شب و روز کی محنت، کام کاج کی تھکن تھکاوٹ، رہن سہن کیلئے تگ ودو، صفائی ستھرائی کی جدجہد، شدید گرمی، سردی کا سامنا..... پھر بہت سی تکالیف وقتاً فوقتاً آتی جاتی رہتی ہیں جیسے: بیماریاں، حادثات، آفات و بلیات، زلزے، آگ، کرونا، ڈینگی ..... وغیرہ۔ اللہ کے قانون کو ملحوظ رکھ کر زندگی بسر کرنے سے یہ تکالیف بھی اجر کا باعث بن جاتی ہیں، لیکن محض دنیا کیلئے جینا سوائے ذلت کاٹنے کے کچھ نہیں۔ مزید یہ کہ زندگی یہ مشکل کاٹنی ہی ہے تو کسی بڑے مقصد (Greator meaning of Life) کے تحت جئیں۔

پس معلوم ہوا کہ زندگی کی حقیقت وہ نہیں جو ہم سمجھتے ہیں۔ یہ تو ایک گزرگاہ ہے، حقیقت نہیں بلکہ دھوکہ ہے۔ یہاں کی خوشیاں بھی چند روزہ ہیں اور تکالیف بھی چند روزہ..... یہ حقائق جب ہمارے من میں بیٹھیں گے تو ہی دکھوں کا مرہم نصیب ہو پائے گا۔ یہ حقیقت ایک دن میں تو نصیب نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ آگاہی کے بعد مسلسل اچھی صحبت میں رہنے کے بعد یہ سعادت نصیب ہوگی۔

اس ضمن میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (راہ فلاح کی پہلی گھاٹی)

(3)۔ حقیقی مقصدِ حیات کو جاننا

ہمیں کیوں تخلیق کیا گیا ہے؟ کس مقصد کے تحت خالق نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے؟ جینے کا ایک بڑا مقصد (Greator Meaning of Life) ہے اور ایک چھوٹا مقصد (Lessor Meaning of Life)۔ نفس کی تسکین کی خاطر صرف مادی

تقاضوں: خواہشات کی تکمیل، کھانا، پینا، رہن سہن، انجوائے منٹ، تفریحات ..... کیلئے ہی جینا مرنا، زندگی کا چھوٹا مقصد ہے جسے ہم سب کچھ سمجھتے ہیں۔ جبکہ ذاتیات اور وجود کے مادی تقاضوں سے باہر نکل کر: اپنے خالق کی پہچان، اسکی توحید کا ادراک، رسالت، خدمتِ خلق، حقوق العباد، انفاق، دعوت دین سمیت ..... دیگر دینی تقاضوں کو قرآن سے جاننا اور اللہ کے احکامات، اسکی حدود کی پاسداری پر جینا، زندگی کا بڑا مقصد ہے۔

ان حقائق سے ٹھیک آگاہی ہی ہماری پریشانیوں کیلئے اصل مرہم ہے۔ لیکن اگر ہمیں اصل بات سمجھ نہ آسکے (جو کہ اکثریت کو سمجھ نہیں آپاتی) تو پھر دنیوی صدمات پر صبر نصیب ہونا بہت مشکل ہے۔

انسان کا عمومی مقصدِ حیات: انسان جب بلوغت کو پہنچتا ہے تو عام طور پر اسے یہی سمجھ آتا ہے کہ:

''محض دنیاوی زندگی میں کامیاب ہونا، اعلیٰ گھر کا حصول، دنیاوی آرزؤں کی بھرپور تکمیل اور کثیر مال و دولت اکٹھا کرنا ہی اصل مقصد ہے۔ اسکے گھر والے بھی اسے یہی بتلاتے ہیں اور اسی راستے پر چڑھانے کے لیے بھرپور تگ و دو کرتے ہیں۔ اس صورت حال میں انسان کی کامیابی اور ناکامی کا معیار آخرت کی بجائے صرف دنیا بن جاتا ہے اور جن کے پاس یہ سب کچھ نہ ہو وہ اگرچہ متقی ہوں اسے وہ ناکام ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے حالات اور صلاحیتوں کے مطابق اس مقصد کے حصول میں اپنی زندگی کھپانے کا عہد کر لیتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ کہ اگر صرف یہی مقصد ہوتا تو پھر اس دنیا کے امیر ترین لوگ انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے؟''

ظاہر ہے جب مقصد حیات یہ ہے تو پھر پریشانیوں سے نجات کیسے مل سکتی ہے؟

مقصد حیات ہمارے خالق کی نظر میں: انسان کی اپنی نظر میں اسکے مقصد حیات کو جاننے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا خالق ہمارے مقصد تخلیق کی بابت کیا ارشاد فرماتا ہے۔؟ انسان کا خیال ہے کہ وہ محض دنیا کے لئے پیدا ہوا ہے، جبکہ خالق نے اسکی تردید کرتے ہوئے اصل مقصد کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

☆ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ (المومنون:115:23)

''کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف

لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔؟''

☆ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَo﴾

(الانبیاء:35:21)

''ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے اور ڈالتے ہیں ہم تمہیں بُرے اور اچھے حالات میں آزمائش کیلئے اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔''

یہاں حقیقت کو بہت واضح کر دیا گیا ہے کہ مختلف حالات کے تحت ہماری آزمائش کی جارہی ہے کہ ہم اچھے اور بُرے حالات میں ایمان پر قائم رہ کر زندگی بسر کرتے ہیں یا نہیں؟ یہ وہ عظیم حقیقت ہے اگر من میں بیٹھ جائے تو خواہشات کا جادو ٹوٹ جائے اور دنیا کی پریشانیوں سے نجات مل جائے۔

☆ ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (الملک:67:1-2)

''وہ ہستی جس نے موت وحیات کا سلسلہ (اسلئے) جاری کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے اعمال کرتا ہے۔''

☆ ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَالِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاo﴾

(الروم:30: آیت۔7)

''روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک دنیا شیریں اور شاداب ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چنانچہ تم دنیا کے (فریب) سے بچو اور عورتوں کے (فتنے اور مکر) سے بچو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الرقاق)

☆ ایک اور جگہ بڑے واضح انداز میں پروردگار نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریٰت:51: آیت:56)

''اور نہیں ہے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد سوائے اسکے (کوئی اور) کہ وہ میری بندگی کریں''۔

کیا واقعی ایسا ہے؟ ان آیات کو جب انسان سنتا ہے تو اسے یقین نہیں آتا کہ کیا واقعی ہمیں بنانے کا مقصد یہ ہے؟ یہ تعجب اس لیے ہوتا ہے کہ جس معاشرے میں ہم نے آنکھیں کھولیں وہاں یہ کام بطور مقصد حیات نظر نہیں آتا۔ اسکے برعکس زندگی کا اصل مقصد خواہشات کی بھرپور تکمیل ہی نظر آتا ہے۔ وہ رب جسکی نعمتیں بارش کی طرح انسان پر برس رہی ہیں، سرتا پاؤں جسکے انعامات میں انسان ڈوبا ہوا ہے، تو اسی کی بندگی انسان کا مقصد حیات کیوں نہ ہو.....؟

آسان الفاظ میں: اگر ہم مذکورہ مقصد کو آسان الفاظ میں بیان کریں تو ہمارا مقصد تخلیق یہ ہے:

''اس چند روزہ دنیاوی زندگی کو لافانی اخروی زندگی کیلئے امتحان گاہ بنایا گیا ہے۔ خوشی اور غمی کے مختلف حالات پیدا کر کے انسان کو آزمایا جا رہا ہے کہ کون مشکلات پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہوئے خالق کی فرمانبرداری میں رہتا ہے اور کون بے صبری، ناشکری اور نافرمانی پر۔ ہوائے نفس کے بُرے تقاضوں اور شیطان کی مخالفت کرتے ہوئے خالق کے احکامات کی پابندی میں زندگی بسر کرنا ہماری تخلیق کا اصل مقصود ہے۔ زندگی کو پورے دین یعنی (عقائد و نظریات، عبادات اور اخلاقیات و معاملات) کو اللہ کے احکامات اور اسوہ رسول ﷺ کے تابع بسر کرنے کا نام ہی عبادت ہے جو کہ جن و انس کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔ تخلیق کے اس مقصد کے قیام کیلئے اپنی اپنی حیثیت اور دائرہ کار کے تحت دعوت دین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنا۔ مزید یہ کہ: اسلام اور ملک وملت کے دفاع کیلئے ضرورت پڑنے پر جہاد کیلئے تیار رہنا۔ لیکن جہاد یہ نہیں کہ انفرادی طور پر ہر کوئی اٹھ کھڑا ہو بلکہ یہ ایک بہت سنجیدہ ذمہ داری ہے جو ناگزیر حالات میں شرائط اور قانون و قاعدے کے تحت اسلام اور ملک وملت کے دفاع کی خاطر کفار کے خلاف اسلامی حکومت کی کال کے تحت ہے۔

مقصد حیات کو پورا کرنے کی تین بنیادی شرائط ہیں جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر یہ مقصد کسی صورت پورا نہیں ہوسکتا، وہ یہ ہیں:

۱۔ ضروری دینی احکامات کو جاننے کا صحیح علم (قرآن وسنت سے) حاصل کرنے کی بھرپور تگ ودو کرنا۔

۲۔ ٹھیک ٹھیک علم حاصل ہوجانے کے بعد ان احکامات (پورے دین: عقائد ونظریات، عبادات اور اخلاقیات ومعاملات) کو خوش دلی سے قبول کرتے ہوئے ترجیح کے ساتھ اپنی زندگی پر لاگو کرنا، اور خدانخواستہ کبھی کوتاہی ہوجائے تو فوراً معافی کے ذریعے پلٹ آنا۔

۳۔ حسبِ استطاعت فریضہ دعوت واصلاح کیلئے کاوش کرنا۔

حقیقی مقصد حیات تک رسائی کے درج ذیل پانچ اہداف ہیں:

(۱)۔اللہ کی معرفت یعنی اسکی پہچان کرنا، (۲)۔اسکی بندگی کرنا اور توحید پر جم جانا، (۳)۔نکاح کے ذریعے بقائے نسل انسانی کا ذریعہ بننا اور اولاد کی تربیت وکفالت کرنا، (۴)۔انسانیت کی صحیح دینی رہنمائی کرنے کا ذریعہ بننا، (۵)۔انسانی ہمدردی اور خدمت خلق۔

بڑے مقصد (Greator meaning of Life) کو پانے کیلئے فرائض وواجبات کی پاسداری اور حلال حرام کی تمیز کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ مزید سبقت کیلئے بڑے مقصد کے درج ذیل بڑے اہداف ہیں:

(۱)۔دعوت دین، (۲)۔اللہ کی یاد اور نفلی عبادت، (۳)۔زکوٰۃ سے زائد انفاق، (۴)۔خدمت خلق: اللہ کی رضا کی خاطر ملک وقوم کی اپنی صلاحیتوں اور اسباب سے خدمت

اپنی استعداد کے مطابق ان میں آگے بڑھنے کا عزم کریں۔

پس اس حقیقی مقصد حیات کو پانے پر ان شاء اللہ صدمات پر صبر وبرداشت نصیب ہوگا جو اطمینان وعافیت کا باعث بنے گا۔اس ضمن میں شاعر نے زندگی کی حقیقت کو یوں کھولا ہے:

کوئی بن گیا رونق اکھیاں دی تے کوئی چھوڑ کے چھچھ محل چلیا
کوئی پلیا ناز تے نخریاں وچ کوئی ریت گرم دے تھل پلیا
کوئی بُھل گیا مقصد آون دا تے کوئی کر کے مقصد حل چلیا
ایتھے ہر کوئی فرید مسافر اے کوئی اج چلیا تے کوئی کل چلیا

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (مقصد حیات)

(4)۔تعلق باللہ/توکل وتفویض

اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک ہے۔ ہر چیز کا قبضہ واختیار اسی کے ہاتھ ہے۔اسی کے دم سے یہ کائنات رواں دواں ہے۔اُس کے ساتھ مظبوط تعلق ہی پریشانیوں اور دکھوں کا حقیقی مداوا ہے۔اللہ کو مان لینا کافی نہیں، بلکہ جب تک ہرنوع کے شرک سے پاکی حاصل نہ ہوجائے اور اسکی وحدانیت من میں رچ بس نہ جائے،اس وقت تک بات نہیں بنتی۔اللہ کے احکامات اسکی حدود کی کماحقہ پاسداری،شرک سے پاکی اور وحدانیت کا نور ہی اللہ پر صحیح معنوں میں توکل وتفویض کا باعث بنتا ہے جس سے دنیا جہان کے غم دور ہوجاتے ہیں۔''توکل'' یہ ہے کہ،اللہ کو حرف آخر سمجھتے ہوئے جائز اسباب اور کوشش کے بعد نتیجے کے حوالے سے اللہ پر بھروسہ کرلیا جائے اور'' تفویض'' کا مطلب معاملہ اللہ کے سپرد کرکے ہرقسم کے خوف واندیشوں سے آزاد ہونا ہے۔انبیاءعلیہم السلام سمیت حقیقی اہل ایمان کا ورد یہی ہے کہ: ﴿حسبنا اللہ و نعم الوکیل o﴾ (سورہ آل عمران:173)

''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا خوب کارساز ہے۔''

کارساز وہ ہستی ہے جو تمام مخلوقات: انسان،جن،حیوانات، چرند پرند، جمادات..... کے تمام احوال سے ہرلمحہ آگاہ ہو اور ان کے ہرقسم کے حالات (بشمول ماتحت اور مافوق) تبدیل کرنے پر مکمل قادر ہو اور جس پر کامل بھروسہ کیا جاسکے..... وہ کارساز ہے۔اور وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکت ہے،اسکے سوا کوئی اور نہیں۔

صرف اللہ ہی کو کارساز بنانا انسانیت کی معراج ہے جسے پانے کیلئے: ہمہ تن اللہ کی یاد، اسکی بندگی اسکے ساتھ وابستگی، شدید محبت اور اسکے احکامات کی پیروی اختیار کرکے جائز اسباب تک محدود رہ کر اپنے معاملات اسکے سپرد کرکے ہرخوف وخطر فکر واندیشہ سے آزاد ہوکر قابل رشک ہوجائیں۔جیسا کہ ایک مردمومن نے اللہ کی خاطر اپنی جان داؤ پر لگاتے ہوئے کہا:

﴿ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ o﴾ (سورۃ المومن:44)

''اور میں اپنا معاملہ اللہ کی سپرد کرتا ہوں یقیناً اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، ۔میں تجھ پر ایمان لایا۔میں نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا۔تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا اور تیری وجہ سے ہی میں نے (دین کے دشمنوں) سے جھگڑا کیا۔اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تیرے غلبے کے ذریعے سے میں پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ تو مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دے۔تو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی، جبکہ تمام جن وانس مر جائیں گے۔'' (متفق علیہ)

یہ محض الفاظ نہیں بلکہ یقین وعمل کی عظیم جھلک ہے۔

پس اللہ کے ساتھ شرک سے پاک مضبوط تعلق ہی درحقیقت ہماری دنیا وآخرت کی ساری پریشانیوں کا اصل مداوا ہے۔بچنا چاہتے ہیں تو اللہ کے ساتھ مذکورہ حقیقی تعلق قائم کر کے قابل رشک ہو جائیں۔اس ضمن میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر (توحید: لا الٰہ الا اللہ)۔

(5)۔مصائب وآلام کی اصل وجوہات سے آگاہی

عام طور پر مصائب وآلام کو اللہ کی گرفت اور عذاب سمجھا جاتا ہے جس کی بنا پر انسان انہیں برداشت نہیں کر پاتا۔جبکہ اسکی حقیقت سے آگاہی بھی درد کے مداوے کا سبب بنتی ہے۔

انسان پر جو مشکلات (دکھ درد، تنگدستی، بیماری، تکالیف) آتی ہیں انکی وجوہات کیا ہیں؟ اسکی درج ذیل ممکنہ وجوہات میں سے کوئی وجہ ہو سکتی ہے:

(۱)۔امتحان وآزمائش کیلئے، (۲)۔دنیا پرستی کے جادو سے بچانے، گناہوں کی معافی اور مزید اصلاح کیلئے، (۳)۔نافرمانوں کو بطور عذاب کیلئے۔

(۱)۔امتحان وآزمائش کیلئے: اللہ سے کبھی مشکل نہیں مانگنی چاہئے، ہمیشہ عافیت وآسانی کی دعا اور اسی کی کوشش کرنی چاہئے۔بلکہ کارآمد بننے کیلئے تعلیم اور ہنر کے ذریعے اپنی صلاحیت بڑھانا، متوازن غذا اور ورزش کے ذریعے اپنی ''**صحت**'' کا بھرپور خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔لیکن اللہ کا قانون یہ ہے کہ اس نے کچھ عطا کرنے سے قبل امتحان ضرور لینا ہے، جیسا کہ پروردگار نے دوٹوک الفاظ میں انسانیت پر اپنا قانون واضح کر دیا:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ o وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَo﴾

(عنکبوت:29:2-3)

''کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ صرف اتنا کہنے پر کہ وہ ایمان لے آیا چھوڑ دیا جائے گا اور اسکی آزمائش نہیں کی جائے گی؟ یقیناً آزمایا گیا تھا اُن لوگوں کو بھی جو اِن سے پہلے تھے، تو اللہ لازماً جانچ کر رہے گا سچوں اور جھوٹوں کو۔''

مزید وضاحت کیلئے درج ذیل آیات ملاحظہ کریں:

(آل عمران:3:186)، (البقرہ:2:155-157، 214)، (توبہ:9:111)

اس ضمن میں مزید رہنمائی کیلئے، درج ذیل فرامینِ رسول ﷺ پر غور فرمائیں:

☆ ((من يرد الله به خيراً يصب منه)) (بخاری، المرضیٰ، رقم:5645)

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے۔''

☆ ''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اسکے گناہوں کی) سزا جلد ہی دنیا میں دے دیتا ہے۔ اور جب اپنے بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ (بندے کی اپنی بدنیتی کی وجہ سے) کرتا ہے تو اس سے اسکے گناہوں کی سزا (دنیا میں) روک لیتا ہے، یہاں تک کہ بروز قیامت اس کو پوری سزا دے گا۔''

(ترمذی، الزہد، رقم:2396، سندہ حسن)

یاد رکھیں! ایمان بنتا ہی کاوش و قربانی اور امتحان پر ثابت قدم رہنے سے ہے۔ دنیا کا بھی اصول ہے کہ کسی بھی صلاحیت، مقام، عہدے، سٹیٹس کے حصول کیلئے امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔ دنیا کے حوالے سے تو ہم نہیں گھبراتے، لیکن دین کے حوالے سے انسان بددل ہو جاتا ہے۔

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (مجموعہ تحاریر، باب:20,19) اور (تلاشِ رب)

(۲)۔ <u>دنیا پرستی کے جادو سے بچانے، گناہوں کی معافی اور مزید اصلاح کیلئے:</u> اللہ تعالیٰ لوگوں کو نافرمانی سے بچانے اور اپنا مطیع و فرمانبردار بنانے کیلئے انہیں مصائب میں مبتلا کرتا ہے شائد کہ وہ راہ

پر آجائیں، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰھُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَتَضَرَّعُوْنَo﴾ (انعام:42:6)

''اور البتہ بھیجے ہم نے رسول بہت سی امتوں کی طرف تم سے پہلے، پھر مبتلا کیا ہم نے ان کو مصائب و آلام میں تا کہ وہ جھک جائیں عاجزی سے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ لَنُذِیْقَنَّھُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ o﴾

''اور ضرور چکھائیں گے ہم ان کو مزہ دنیاوی عذاب کا بڑے عذاب سے پہلے شاید کہ وہ پلٹ آئیں۔'' (السجدہ:21:32)

(۳)۔ <u>نافرمانوں کو بطور عذاب کیلئے:</u> جہاں تک معاملہ ظالموں کو بطور عذاب کا ہے تو اسکی داستانوں سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ کس طرح قوم نوح، لوط، عاد، ثمود، تبع..... وغیرہ کے ظالموں کا قلعہ قمہ کیا گیا کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

آزمائش یا پکڑ؟

انسان پر آنے والے مصائب بطورِ امتحان و آزمائش ہیں یا بطورِ غضب؟ اس ضمن میں درج ذیل نکات بطور رہنمائی ذہن نشین رہنے چاہئیں:

(۱)۔ ہر وہ مشکل جو بالآخر اللہ کی طرف پلٹنے کا سبب بن جائے وہ امتحان ہوگی، اسکے برعکس جو اللہ سے دوری کا سبب بنے وہ عذاب یا غضب ہوگی۔ بطورِ امتحان آنے والی مشکلات مایوسی کی بجائے حوصلہ اور امید پیدا کرتی ہیں۔ جبکہ بطور پکڑ اور عذاب آنے والی مصیبت ناامیدی، مایوسی اور بالآخر اللہ سے دوری کا باعث بنتی ہے۔

(۲)۔ بطورِ امتحان آنے والی مصیبت عموماً طوالت پکڑنے کی بجائے جلد ختم ہوسکتی ہے اور تباہ و برباد اور ہلاکت لانے کی بجائے زندگی بخشتی ہے (لیکن یہ ضروری نہیں)۔ (واللہ اعلم)

(۳)۔ اہل ایمان کیلئے امتحان نیک وکاروں کے درجات کی بلندی کیلئے بھی ہوسکتا ہے اور انسان کے

گناہوں کو مٹانے کیلئے بطور سزا بھی۔ گھبرانا نہیں چاہیے، ان دونوں صورتوں میں آنے والے مصائب بالآخر خیر و رحمت کا باعث ہی ہوتے ہیں۔ ایمان تو ابتلا کی بھٹی سے گزرنے بعد ہی کندن بنتا ہے۔ اہل ایمان کیلئے امتحان پر صبر بہت عظیم اجر کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''طاعون ایک عذاب تھا (کفار کیلئے).... پھر اللہ نے اسے مومنین کیلئے رحمت بنا دیا، اب کوئی بھی اللہ کا بندہ جو طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو جائے اور وہ (طاعون زدہ) شہر ہی میں صبر کرتا ہوا آخرت کے اجر کی نیت سے ٹھہرا رہے، اسے یقین ہو کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ نے اس کیلئے لکھ دیا ہے، تو ایسے شخص کیلئے شہید کی مانند اجر ہے۔'' (بخاری، رقم:5734)

مذکورہ حقائق سے آگاہی بھی دکھوں کیلئے یقینی مرہم کا باعث بنے گی۔

(6)۔تقویٰ، صدقہ اور استغفار

(i)۔تقویٰ: ''اللہ کی نافرمانی و ناراضگی سے بچنا یعنی خود کو محفوظ رکھنا، اپنا بچاؤ کرنا یا اللہ کی پکڑ سے ڈرنا تقویٰ کہلاتا ہے''۔ جب کوئی شخص اس راہ کو اختیار کر لیتا ہے، تو وہ اللہ کے حصار میں آجاتا ہے۔ بطورِ امتحان، مصائب تو آتے جاتے رہیں گے، لیکن اللہ کی مدد شاملِ حال ہونے سے صبر، امن و عافیت اور چھٹکارہ بھی ہوتا رہے گا اور یہ بڑی آسانی سے گزرتے جائیں گے۔ اہل تقویٰ کی پروردگار کیسے دستگیری فرماتا ہے، صرف دو آیات ملاحظہ فرمائیں:

☆ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝﴾ (الطلاق:4:65)

''اور جو کوئی بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔''

سبحان اللہ! تقویٰ کے ساتھ آخرت تو بنے ہی بنے گی، ساتھ ہی ساتھ اللہ دنیا کے کاموں میں بھی سہولت و آسانی کی راہ پیدا کر دیں گے۔

☆ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ....﴾ (الطلاق:2:65-3)

''اور جو کوئی بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا وہ اسکے لئے (ہر چیز سے) نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسکا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر

توکل اختیار کرے گا تو وہ اس کو کافی ہو جائے گا۔۔۔''

تقویٰ پر آنے، اس پر شوق و رغبت کیلئے تو یہ ایک آیت ہی کافی ہے۔اس پر جتنا بھی غور کیا جائے کم ہے۔اس ضمن میں مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (مجموعہ تحاریر، باب۔۹)

(ii)۔صدقہ: اللہ کی رضا اور اسکی خوشنودی کیلئے امورِ خیر میں مال واسباب خرچ کرنا صدقہ کہلاتا ہے، بلکہ حسنِ سلوک سے پیش آنا، اچھی بات کہنا اور اس پر عمل کرنا بھی صدقہ میں داخل ہے۔مخلوق خدا کی خیر خواہی، صلہ رحمی، ہمدردی، آسانی..... بھی مشکلات سے چھٹکارہ کا ایک نہایت موثر ذریعہ ہے۔تکالیف سے بچنے اور آسانی پانے کیلئے آسانیاں بانٹی جائیں۔دوسروں کی طرف سے ملنے والی ایذاؤں پر حتی الامکان درگزر کرتے ہوئے ہر ممکن صبر اختیار کرتے ہوئے مخلوق خدا سے ہمدردی کرنا، مال واسباب سے مدد کرنا، دوسروں سے انتقام لینے کی بجائے حتی الامکان عفو و درگزر سے کام لینا مصائب و آلام سے نجات کا بڑا موثر ذریعہ ہے۔یہی صدقہ ہے، جو مصائب و آلام کو دور کرنے کا سبب بنتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب روایت میں ہے کہ:

''صدقہ بُری موت سے بچاتا، بلا کو ٹالتا اور عمر کو زیادہ کرتا ہے، اور فرمایا کہ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔'' (مستدرك على الصحيحين للحاكم: 6491)

(iii)۔توبہ واستغفار: نافرمانی کو ترک کر کے اپنی اصلاح کر لینا اور راہ راست پر پلٹ آنا ''توبہ'' کہلاتا ہے جبکہ گناہوں پر نادم ہونا، ان پر اللہ سے معافی مانگنا ''استغفار'' کہلاتا ہے۔

یہ عظیم کام بھی مصائب کو دور کرنے اللہ کی طرف سے خیر کے دروازے کھلنے کا بڑا موثر ذریعہ ہے (دیکھئے: سورہ نوح، آیت: ۱۰۔۱۲)۔ہمارے پیارے رسول ﷺ سب سے بلند مقام و مرتبہ پر ہونے کے باوجود بھی کثرت سے استغفار کیا کرتے تھے۔لہٰذا اس عظیم سعادت سے محروم نہ رہیں اور کثرت سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے رہیں۔

(7)۔دعا کا دامن تھامے رکھنا

چونکہ ہر شر سے نجات اور ہر خیر کا دروازہ بالآخر خالق کی طرف سے ہی کُھلنا ہے، اسلئے مصائب سے

بچاؤ کے حوالے سے اپنی کاوش کے ساتھ ساتھ اللہ سے دعا ومناجات بھی کرتے رہنا ہے تا کہ بلاؤں سے نجات اللہ کی مزید نصرت میسر آتی رہے۔ دعا موجودہ تکلیف کو ٹالنے، آنے والی بلاؤں کو روکنے کے ساتھ ساتھ اخروی اجر کا باعث بھی بنتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سب سے اعلیٰ مقام ومرتبہ کے باوجود بھی شب روز کثرت سے ہر قسم کے فتنوں ،مصائب وآالام، تنگی وتکالیف سے بچنے کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔ بلکہ صبح وشام ذکر واذکار اور دعائیں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کے معمول کا حصہ تھیں۔ لہٰذا دعا کا دامن کبھی نہ چھوڑیں، کوشش کے ساتھ ساتھ نفس وشیطان کے فتنوں سمیت بیماریوں، حادثات، تنگی وتکالیف..... سے بچنے کیلئے عاجزی وانکساری سے، رب کے حضور بھرپور دعائیں ضرور کرتے رہیں، تا کہ ہم خالق کے حصار میں رہیں۔

خواہشات پر قابو

خواہشات کے کماحقہ پورا ہونے میں کمی رہ جانا بھی انسان کیلئے بہت حسرت وتکلیف اور بڑی پریشانی کا موجب بنتا ہے۔ یہ پریشانی دیگر تکالیف: بیماری اور حادثات.... وغیرہ سے تو ہلکی نوعیت کی ہوتی ہے، لیکن پھر بھی اس میں آنے والی حسرتیں اور شدید اضطراب بڑی بے چینی کا سبب بنتا ہے۔ خواہشِ نفس انسانیت کیلئے بہت بڑا پھندا ہے جس پر قابو پانا کوئی آسان کام نہیں۔ بہر کیف اگر قابو پالیا جائے تو انسان فرشتوں پر بھی سبقت لے جاتا ہے۔ خواہش نفس پر قابو پانے کیلئے نفسِ انسانی، روح اور خواہشات کی بابت تفصیلی مطالعے اور محنت کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں تفصیلی رہنمائی کیلئے ہماری کتاب (انسانیت کی عظیم ترین آفت: خواہشات کے پھندے سے آزادی) کا مطالعہ کریں۔ تاہم اس ضمن میں یہاں ہم کچھ ضروری معلومات پیش کر دیتے ہیں، جو اس بھنور سے نجات کا سبب بن سکیں۔

مرغوباتِ نفس کی سات اقسام: سورہ آل عمران :آیت:14 کے تحت دنیا میں اللہ تعالیٰ نے سات قسم کی انسانی شہوات انسان کیلئے مزین (خوشنما) کی ہیں، جو انسان کی کمزوری اور نفس کیلئے بہت

مرغوب ہیں:

(۱) عورتیں (۲) بیٹے (۳) سونے اور (۴) چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور (۵) نشان لگے ہوئے گھوڑے (موجودہ دور میں گاڑیاں) (۶) مویشی اور (۷) کھیتی۔

مذکورہ مرغوباتِ نفس میں سے سب سے شدید ترین جذبہ جنسی شہوات (یعنی مرد و عورت) کا ہے، جسکا ذکر سات مرغوبات میں سب سے پہلے کیا گیا۔ اس جذبے کے بعد مال اور پھر مال سے ملنے والے دیگر مرغوبات ہیں۔ دیگر تمام جذبات جنسی جذبہ سے نیچے ہیں۔ دیگر مرغوباتِ نفس تو آسانی سے قابو میں آجاتے ہیں لیکن اس ہیجانی جذبے پر قابو پانا نہایت دشوار ہے۔ مرد کیلئے عورت اور عورت کیلئے مرد شہواتِ نفس کیلئے سب سے بڑا بُت ہے۔ مرغوبات نفس کیلئے شیطان کے پاس انسان کی ہلاکت کیلئے یہی سب سے بڑا ہتھیار رہے۔ اس کی شدت اکثریت کو بہالے گئی ہے۔ اس زوردار جادو سے بچنے کیلئے اسی قدر عزم و ہمت اور خالق کی نازل کردہ ہدایات کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔

قابل غور! سورہ آل عمران، آیت: ۱۴ میں قابل غور بات یہ ہے کہ: دنیا کی تمام مرغوب چیزوں کو بیان کرنے کے بعد اصل حقیقت واضح کی گئی ہے کہ یہ چیزیں دنیوی زندگانی کی 'متاع' یعنی عارضی طور پر دی گئی چند دن کی رونق ہے، جس نے دیکھتے ہی دیکھتے بہت جلد فنا ہو جانا ہے۔ بس یہی اس جذبے کو قابو کرنے کا بنیادی حل ہے کہ ان چیزوں کے عارضی پن ہونے کی حقیقت من میں بٹھائی جائے۔

نفس کے تقاضے: جب تک سانس جاری ہے، ہر سانس کے ساتھ درج ذیل اغراض و شہوات کے زبردست تقاضے ہمہ تن پیدا ہوتے رہتے ہیں:

(۱)۔ بنیادی ضروریات (۲)۔ ضروریات (۳)۔ زیب و زینت (۴)۔ عیش و عشرت

انہیں ختم نہیں کرنا بلکہ انہیں کنٹرول کرنا ہے۔

عافیت کی راہ: انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسکی عافیت، کامیابی اور آزادی ان چاروں شکلوں کو کما حقہ پورا کرنے میں ہے، جو کہ نرا دھوکا ہے، جبکہ حقیقی عافیت:

☆ 'بنیادی ضروریات' کو پورا کرنے اور 'ضروریات' کو محدود کرنے میں ہے۔ جونہی انسان 'ضروریات' کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے، خواہشات کے نت نئے تقاضے اسے جکڑنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

☆ 'زیب و زینت' میں اسراف و تبذیر سے بچنا اور میانہ روی اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حد سے تجاوز: عیش و عشرت اور سرکشی کی راہیں کھول دیتا ہے۔

☆ اس ضمن میں عافیت کیلئے سب سے اہم چیز ''حرص و لالچ'' سے بچنا ہے۔ جو خوش نصیب نفس سے اٹھنے والی ان گنت شہوات کو روٹی کا ٹکڑا ڈال کر ان سے الگ ہو جاتا ہے، وہ کسی اور مقام پر ہوتا ہے۔

<u>بنیادی اصول:</u> دنیا و آخرت کی نجات کیلئے درج ذیل بنیادی اصول ذہن نشین رہے:

(۱)۔ جائز و حلال تک محدود رہنا، (۲)۔ اسراف و تبذیر سے بچنا، اور (۳)۔ حرص و لالچ سے بچتے ہوئے اپنی اپنی حیثیت میں میانہ روی کی راہ کو اپنانا ناگزیر ہے۔

<u>یاد رکھیں!</u> آزادی اور اندر کا سکون خواہشات کے بے ہنگم پھیلاؤ اور تکمیل میں نہیں، بلکہ انہیں قابو کرنے میں ہے۔ ایک آرزو کا تعاقب کئی دوسری آرزوؤں سے متعارف کرواتا ہے، جو سلسلہ در سلسلہ زنجیروں کی شکل اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ انسان انھیں آرزوؤں میں جکڑتا چلا جاتا ہے، اور سارا وقت (قیمتی سرمایہ) خواہشات کی نظر ہونے سے انسان مقصد حیات سے ہٹ جاتا ہے اور اگر اچھائی برائی کی تمیز نہ کی جائے، تو دل زنگ آلود ہو کر منزل کھوٹی کر دیتا ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾. (المطففین:14)

''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ چکا ہے''

بے جا شہوات کی تکمیل اور حرص و لالچ سے حیوانی وجود تو نشو نما پاتا جاتا ہے، لیکن روحانی وجود کی موت واقع ہونے سے روحانی ترقی کا سفر رک جاتا ہے۔ اور پھر سکون کی جگہ اضطراب ڈیرے ڈال دیتا ہے۔

<u>اصل تباہی:</u> صبر کا دامن تھامتے ہوئے، خواہشات کو قابو کر لینا تو عافیت کی راہ ہے لیکن <u>'خواہش کی شدت اور حرص و لالچ'</u> اصل تباہی کی جڑ ہے جو حلال و حرام کی تمیز کو ختم کرتے ہوئے معصیت کی

دلدل میں پھنساتی ہے۔ جو شھوات کا رسیا بن گیا، گویا اس نے اپنے نفس کو اپنا معبود بنالیا۔

شہواتِ حرص وہوس کے پھندے سے آزادی.....؟

چونکہ شہوات کا جکڑاؤ انسان کی عظیم ترین آفت ہے، اسلئے اس سے نجات اتنی آسان نہیں۔ اسکے لئے بہت کاوش کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس پھندے سے آزادی کیلئے تمام ممکنہ تدابیر کی لسٹ دی جارہی ہے۔ انکی تفصیل کیلئے ہماری تحریر (انسانیت کی عظیم ترین آفت) کا مطالعہ کریں۔

ان حقائق کو ذہن نشین رکھتے ہوئے من میں جگہ دینی ہے۔ ان نکات میں سے ہر نکتہ اس بھنور سے نکلنے کا سبب بن سکتا ہے:

(۱)۔ قرآن وسنت سے علمی آگاہی : شہوات کے متعلق قرآن وسنت کے احکامات، اسکی حقیقت سمیت اسکے دیگر اہم پہلوؤں کو جاننا، جسکی کاوش الحمدللہ اس تحریر میں بھی کی گئی ہے۔

(۲)۔ حقیقی مقصدِ حیات کا ذہن نشین رہنا: اپنے زندہ رہنے کا مجازی مقصد ذہن سے نکال کر حقیقی مقصد حیات کو ہر وقت ذہن نشین رکھا جائے جس کی کچھ وضاحت پیچھے پیش کر دی گئی ہے۔

(۳)۔ رضائے الٰہی پر راضی رہنا: شہوات کے پٹے سے آزادی کا دوسرا بڑا نسخہ: دنیوی نعمتوں کے ''عارضی پن'' کے تصور کے ساتھ ''خالق کی رضا'' کو ملحوظ رکھنا ہے۔ یعنی اس بات کو ملحوظ رکھنا کہ:

(i)۔ جب خالق حرص وہوس سے بچنے اور قناعت اختیار کرنے کو پسند کرتا ہے، تو پھر مجھے جو کچھ بھی ملا ہے کیوں نہ میں اس پر قناعت اختیار کروں اور حرص وہوس اور لالچ سے بچوں.....؟

(ii)۔ تقدیر پر راضی رہنا۔ یعنی جائز اسباب کے تحت کوشش کے بعد جو میرے لئے بہتر تھا اللہ نے مجھے دے دیا، اگر میرے لئے اس سے مزید کچھ بہتر ہوگا تو وہ مجھے ضرور دے دے گا، جو مجھے نہیں مل رہا میں وہ میرے لئے بہتر نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ:

''جو چیز تمہیں مل گئی ہے وہ تمہارے علاوہ کہیں اور نہیں جاسکتی تھی اور جو چیز تمہیں نہیں ملی وہ تمہیں ملنے والی نہیں تھی''۔ (طبرانی: 250/6، مجمع الزوائد: 198/7)

پھر مزید یہ کہ: یہاں کی کمیوں کا بہترین بدلہ پروردگار اگلے جہان میں دے دیں گے..... لہٰذا رضائے الٰہی پر راضی رہ کر شدتِ خواہش سے آزادی نصیب ہوسکتی ہے۔

(۴)۔ موت کی یاد، دنیا کی بے اثباتی اور ابدی لافانی عیش: ہر وقت اس حقیقت کو نہ بھولنا کہ میں جتنا بھی جی لوں، ایک نہ ایک دن تو میں نے بالآخر فوت ہو ہی جانا ہے۔ یہ عارضی لذات بالآخر مجھ سے چھن ہی جانی ہیں اور خالی ہاتھ مجھے دفنا دیا جانا ہے..... اس حقیقت کی یاددہانی مرغوباتِ نفس کے قابو کیلئے یقینی مرہم بن جاتی ہے۔ موت کا تصور کرتے ہی خواہشات دم توڑ جاتی ہیں۔ اسلئے گاہے بگاہے قبرستان جایا جائے، جنازوں میں شرکت کی جائے اور کثرت سے موت کو یاد کیا جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لذات کو کاٹنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔'' (جامع ترمذی: رقم: 2307)

دنیا کی بے اثباتی کی تو یہ حالت ہے کہ دنیا کا عیش بھی رنج واضطراب اور دردِ سر سے خالی نہیں۔ دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہونے والا کیونکر ہمیشہ کے اخروی مزوں کو داؤ پر لگاتے ہوئے ان عارضی اور حقیر لذات کا اسیر بنے گا...! ہماری نظر تو چیزوں کی موجودہ حالت پر ہوتی ہے جس میں وہ اپنے شباب میں خوبصورت نظر آتی ہیں۔ لیکن ایک حقیقت اور بھی ہے کہ بہت جلد ان پر زوال، بڑھاپا اور بالآخر موت نے آکر انہیں یہاں سے ہمیشہ کیلئے لے جانا ہے۔! لہٰذا خوبصورتی پر فریفتہ ہوتے ہوئے ان حقائق پر بھی نظر رہنی چاہئے۔!

دنیاوی زندگی کی ہر شے کے مٹ جانے، اسکے عارضی و فانی ہونے کا پختہ تصور اور آخرت کا لافانی عیش دنیاوی محرومیوں کیلئے مرہم اور مرغوباتِ نفس کو قابو کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔

(۵)۔ شہوات کی اصل غایت کو جاننا: اگلہ بڑا نسخہ شہوات ولذات کی اصل غایت کو جاننا ہے۔ جنت میں تو شہوات محض لذت وتسکین کیلئے ہیں، لیکن یہاں محض لذات وتسکین اصل مقصد نہیں بلکہ لذت وتسکین تو اصل غایت کو پورا کرنے کی وجہ سے رکھی گئی ہے۔ یہاں ان شہوات کا ایک مقصد تو امتحان ہے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَالِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۝﴾

(الروم:30: آیت۔7)

''روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا، تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

دوسری غایت ہمارے وجود کی بقا ہے۔ چونکہ کھائے پیئے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، اسلئے کھانے میں لذت رکھ دی تا کہ لوگ امتحان کے لئے زندہ رہیں، مر نہ جائیں۔ جنسی جذبہ کی اصل غایت بقائے نسل انسانی ہے۔ اگر یہ شدید جذبہ نہ رکھا جاتا تو کون خاندانی ذمہ داری کے بوجھ تلے آنے کی مشکل جھیلتا ؟..... اسی طرح دیگر شہوات کا معاملہ ہے۔ چنانچہ ان حقائق کو جاننے اور انہیں تر و تازہ رکھنے سے خواہشات کا جادو دم توڑ جاتا ہے۔

(۶)۔ <u>مقصد اور ضرورت:</u> ہماری زندگی میں کچھ چیزیں مقاصد اور کچھ چیزیں ضروریات کے زمرے میں آتی ہیں۔ ضروریات کی بھی اہمیت ہے لیکن جو چیز مقصد ہو اسکی اہمیت ضرورت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس بات اچھی طرح سمجھنے سے کہ کون سی چیزیں مقصد ہیں اور کون سی ضرورت، اس بات کا تعین کرنے اور اچھی طرح ذہن نشین رکھنے سے، خواہش نفس پر قابو کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ زندگی بہت آسان ہو جاتی ہے۔

(۷)۔ <u>اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کے فائدے کیلئے سوچنا:</u> جو لوگ اپنے وجود کے تقاضوں اور اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کو خوشیاں بانٹتے ہیں۔ انہیں لوگوں کی دعائیں ملتی ہیں، ان پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ فرشتے انکے موئید بن جاتے ہیں۔ آئیں سکون قلب کی بہاریں اور شہوات کے پھندے پر قابو کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

(۸)۔ <u>جسم، نفس اور روح کی حقیقت کو جاننا:</u> اپنی حقیقت یعنی جسم نفس اور روح اور انکے تقاضوں کی پہچان حاصل کرنا۔ خواہش کیا ہے، کیسے پیدا ہوتی ہے؟ اسکی حقیقت کو سمجھنا۔ جسم کے تقاضوں (یعنی شہوت، لباس، غذا، ثمرات، بنگلے، گاڑیاں....) کے ساتھ ساتھ روح کی

غذا (اللہ کی یاد، قرآن فہمی، اچھی صحبت، دین کی پاسداری) کی بھی بھرپور فکر کرنا۔ جس نے روح کی فکر نہ کی وہ مارا گیا۔

(۹)۔ <u>حرص و لالچ سے بچنا اور صبر و قناعت اختیار کرنا:</u> حرص و ہوس سے بچتے ہوئے شہوات کو حلال وحرام کی تمیز اور صبر و قناعت کی لگام ڈالنا تمام اچھائیوں کی بنیاد جبکہ حرص و لالچ اور بے صبری تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ صبر اختیار کرنا خالق کی نظر میں کتنا عظیم کام ہے، صرف ایک آیت ملاحظہ کیجئے:

﴿اُولٰٓئِکَ یُجۡزَوۡنَ الۡغُرۡفَةَ بِمَا صَبَرُوۡا وَیُلَقَّوۡنَ فِیۡهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا o﴾

(الفرقان:25:آیت:75)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے صبر کے بدلے میں انہیں اونچے اونچے محل دیے جائیں گے اور وہاں فرشتے دعا و سلام کے ساتھ ان سے ملاقات کریں گے۔'' (سبحان اللہ)

(۱۰)۔ <u>جائز و حلال سے خواہش کا حصول:</u> جہاں تک ضروریات کا معاملہ ہے، خواہش پوری نہ ہونے کی بجائے اگر جائز و حلال طریقے سے پوری ہو جائے اور انسان اس پر قناعت اختیار کر لے (جو کہ بہت مشکل کام ہے) تو یہ اطمینان و عافیت کا باعث بن جاتی ہے۔ لیکن اگر صبر و قناعت نصیب نہ ہو تو پھر ایک خواہش کی تکمیل سے دس نئی امنگیں جنم لیتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ رکتا نہیں..... بالآخر انسان پھندے میں جکڑا جاتا ہے۔

(۱۱)۔ <u>مرغوبات سے فاصلہ پر رہنا:</u> آگ سے بچنے کیلئے آگ سے دور رہنا ضروری ہے۔ لہٰذا مرغوبات نفس (بالخصوص شہوت نساء) سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام راستے اور رخنے جو اس طرف مائل کرنے کا سبب بن سکتے ہیں، ان راستوں کو بند کر دیا جائے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَ مَا بَطَنَ ﴾۔

'اور فحاشی کے قریب بھی نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہو یا پوشیدہ'' (الانعام:151)

یعنی وہ محرکات جو بدکاری کی طرف مائل کر سکتے ہیں جیسے: مرد عورت کا اختلاط، بلا تکلف گفتگو، نظروں

کو نیچا نہ رکھنا.....ان سے بچا جائے۔فاصلہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی گناہ میں ملوث ہونے کا امکان بھی کم ہوگا۔اگر آپ واقعتاً بچنا چاہتے ہیں،تو پھر مرغوبات سے بہت دور رہیں ورنہ آگ سے بچ نہ پائیں گے۔

(۱۲)۔اچھی صحبت اور دعا کا اہتمام: مرغوباتِ نفس کو قابو کرنا، برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر قائم رہنا ،اس وقت تک ممکن نہیں جب تک بُری صحبت سے سخت اجتناب اور اچھی صحبت:(۱)۔اچھے لوگ جو اہل توحید،اہل رسالت اور اہل آخرت ہوں، (۲)۔اچھی کتابیں: بالخصوص قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھتے رہنا،(۳)۔اچھی جگہیں: مساجد،تنہائی کے مقامات،عبرت کیلئے قبرستان،ہسپتال وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، چنانچہ تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔''(ابی داؤد،الادب،4833)

یعنی جیسا آدمی ہوگا ویسے ہی اسکے دوست ہوں گے۔اگر اچھا آدمی بھی بُرے دوستوں کی سنگت میں رہے گا،تو امکان ہے کہ بالآخر وہ بھی بُرا ہو جائے گا۔اگر تو آپ واقعتاً بچنا چاہتے ہیں تو پھر اپنا ماحول،سنگت بہتر کریں،ورنہ بچ نہیں سکتے۔!

(۱۳)۔دعا: کوئی بھی خیر اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو جائے۔لہٰذا شہوات کے قابو کیلئے زندگی بھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا بھی بہت ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ نے درج ذیل خوبصورت الفاظ کے ذریعے نفس کی غلامی سے نجات کی دعا تعلیم فرمائی:

((**الھم آت نفسی تقوٰھا، وزکھا، انت خیر من زکٰھا .....الھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع،ومن قلب لایخشع،ومن نفس لاتشبع....**))(مسلم،الذکر ودعا،رقم:6906)

''اے اللہ: میرے نفس کو اسکا تقویٰ عطا فرما،اور اسکا تزکیہ فرما اور تو بہترین تزکیہ فرمانے والا ہے .....اے اللہ: میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں،ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو،ایسا دل جس

میں خشیت نہ ہو اور ایسا نفس جو بھرتا نہ ہو.....''

ایک دن پر زندگی۔ پریشانی سے نجات کا عظیم حل

اگر ہم خوف وخطرات سے آزادی چاہتے ہیں تو جلد از جلد کل کی بجائے آج ہی ضروری دین (فرض و واجب اور حلال وحرام پر مشتمل) پورے کا پورا اختیار کر لیا جائے۔فوراً بیدار ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ زندگی کسی وقت بھی ساتھ چھوڑ سکتی ہے، اسکی مہلت کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے۔فریب سے بچنے کیلئے یہ حقیقت دل میں بٹھالیں کہ وقت ہاتھ سے گیا ہی گیا۔دن ہفتے، مہینے اور سال پل بھر میں گزر کر ماضی کی داستان بن جانے ہیں۔صرف وہ کام ہو سکتا ہے جسے آپ نے آج کر لیا، لہٰذا جس کام کو آپ واقعتاً کرنا چاہتے ہیں اسے کبھی کل پر نہ ڈالیں بلکہ سب رکاوٹوں کو دور کر کے فوراً آج ہی اسے شروع کر دیں، ورنہ یہ کل شاید موت تک نہ آسکے۔کل کے فریب سے بچ جائیں کیونکہ اگر کل نصیب ہو بھی گیا تو آپ بالضرور اس سے اگلے کل کے دھوکے میں مبتلا ہو جائیں گے..... پھر یہ سلسلہ موت پر ہی ختم ہوگا۔آج سے معمول میں دین کو زندگی میں نہ لانے بلکہ کل پر ڈالنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ ہم عمل پر آنا ہی نہیں چاہتے بلکہ خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں۔آپ کی زندگی آج کا موجودہ دن ہے نہ کہ کل کا۔مزید یہ کہ آپ نے ملنے والے ایک ایک دن کا حساب بھی دینا ہے، اسلئے ہر دن کی فکر کرنا ضروری ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت میں بیماری کے لئے اور اپنی زندگی میں موت کے لئے (کچھ) حاصل کر لو''

(بخاری، کتاب الرقاق:6416)

آزدی ونجات پا گیا وہ خوش نصیب جس نے حوادثِ زمانہ (بیماری، حادثہ، بڑھاپا، موت وغیرہ) کے آنے سے پہلے پہلے کل کی بجائے آج ہی پورے دین کو اختیار کر لیا..... لیکن ان حوادث کے رونما ہو جانے کے بعد آنکھیں کھلیں تو سوائے حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔مثال کے طور پر اگر کسی نے صحت وتندرستی کی حالت میں مسجد میں باجماعت نمازِ پنجگانہ کی سچے دل سے ادائیگی کو

زندگی کا حصہ بنالیا، خدانخواستہ کسی حادثہ یا بیماری کی وجہ سے وہ اس قابل نہ رہا کہ اب وہ مسجد میں جاسکے یا قیام کرسکے، اب مجبوری کی حالت میں وہ جیسے بھی نماز کی ادائیگی کرے گا: گھر میں، بیٹھے یا لیٹے..... انشاء اللہ موت تک اسے مسجد میں باجماعت نماز کا ثواب ملتا رہے گا، لیکن جس نے صحت کی حالت میں ایسا نہ کیا تھا، پھر بیماری نے اسے گھر تک محدود کردیا تو اسے وہ اجر نہیں ملے گا۔ اسی طرح دین کے باقی تمام احکامات (ایمان و اخلاقیات اور عبادات) کا معاملہ ہے۔ اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے کھول کر یوں بیان فرمایا:

''جب بندہ بیمار ہوتا یا سفر اختیار کرتا ہے تو اسکے لئے اسکے مثل عمل لکھ دیے جاتے ہیں جو وہ اقامت یا صحت کی حالت میں کرتا تھا۔'' (صحیح بخاری، الجہاد ولیسر: 2996)

جس طرح بیماری کی ویکسی نیشن سے انسان بیماری سے محفوظ ہوجاتا ہے، اسی طرح حوادث کے آنے سے پہلے پہلے کل کی بجائے آج ہی اعمال کو اختیار کرلینے سے انسان حوادث کے اعمال میں رکاوٹ بن کر اخروی خسارے کا باعث بننے سے بچ جاتا ہے۔ لہٰذا حقیقت کو سمجھ کر فوراً اپنالیں ان شاء اللہ دنیا وآخرت کی پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔

خلاصہ (بیماری وتکالیف میں بچت کی راہیں)

اب ہم آخر میں بیماری اور مصائب وتکالیف میں بچت کے متعلق بطورِ خلاصہ اہم نکات پھر سے واضح کردیتے ہیں۔

بیماری وتکالیف کی نوعیت

اسکی کی نوعیت دو طرح کی ہوسکتی ہے: (۱)۔ ہلکی تکلیف، (۲)۔ جان لیوا مرض

(۱)۔ ہلکی بیماری/ تکلیف: ایسی بیماری/ تکلیف جس میں دوائی یا پرہیز کے ذریعے زندگی چلتی رہے، ایسے لوگوں کیلئے عافیت کی راہ یہ کہ:

i۔ بیماری وتکلیف کی دوا اور دعا کے ساتھ ساتھ صبر اختیار کریں جسکا بڑا اجر ہے۔

ii۔ چونکہ زندگی چل رہی ہے، موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے تائب ہوجائیں، اپنی اصلاح کرلیں۔

فرائض واجبات کی اولین ترجیح پر ادائیگی کے ساتھ ساتھ جو جو نیک اعمال: صلہ رحمی، لوگوں کو معاف کرنا، درگزر کرنا، قربانی، صدقہ وخیرات، نوافل ومستحبات ادا کئے جاسکتے ہوں بھرپور زندگی میں شامل کرلئے جائیں۔

iii۔ اپنا موازنہ اپنے سے زیادہ مشکلات میں مبتلا لوگوں سے کیا جائے تاکہ صبر کے ساتھ ساتھ شکر کی توفیق بھی نصیب ہوتی رہے۔

(۲)۔ جان لیوا مرض: وہ قابل ترس لوگ جو جان لیوا مہلک امراض، تکالیف وحادثات میں مبتلا ہیں، اگر تو زندگی تکلیف سے قبل اعمالِ صالحہ پر تھی تو بس صبر کرلیں خیر ہی خیر ہے، جتنی بھی زندگی اس مشکل میں گزرے گی بیش بہا اجر کا باعث ہوگی۔ لیکن خدانخواستہ ایسا نہیں تھا تو اب بھی:

i۔ دنیا کو فانی اور آخرت کو ہمیشہ کا ٹھکانہ سمجھتے ہوئے سچے دل سے گڑگڑا کر اللہ سے توبہ کرلی جائے، انشاءاللہ وہ معاف فرمادے گا۔

ii۔ توبہ کے بعد ہر ممکن صبر اختیار کرتے ہوئے اللہ کے ساتھ وابستگی پیدا کی جائے، اللہ پر توکل اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا جائے۔ دوا کے ساتھ ساتھ مسنون دعاؤں کے ذریعے بیماری کی شفایابی کیلئے تکرار کے ساتھ (بالخصوص تہجد کے وقت) اللہ سے عرض کی جائے۔ اللہ کیلئے لاعلاج بیماریوں اور تکالیف کو زائل کرنا کچھ مشکل نہیں۔ ایسے واقعات قرآن میں کثرت سے موجود ہیں۔

iii۔ فرائض واجبات کی پاسداری کرنے، اللہ کی یاد اختیار کرنے، اور بالخصوص صدقہ وخیرات کرنے، لوگوں کو معاف کرنے، درگزر کی راہ اختیار کرنے..... سے، انشاءاللہ بچت کی راہ نکل آئے گی۔

یاد رکھیں: زندگی میں جب جان لیوا بڑی مشکل آئے گی تو سمجھ لگ جائے گی۔ اگر زندگی اچھی نہیں تو اس جان لیوا تکلیف پر آنے والا خوف ہی جان نکالنے کیلئے کافی ہے۔ اس وقت پہنچے والے خوف سے بچنے کی تین شرائط ہیں:

i۔ چوبیس گھنٹے کی زندگی کا مکمل طور پر اللہ کے قانون کے تابع ہونا۔

ii۔ ہر نئے آنے والے دن میں جانے کیلئے تیار ہونا۔ ہر دن کے عوض اگر اخروی تیاری مکمل ہے، کوئی چیز ادھوری (Pending) نہیں تو پھر ہی جانے کیلئے تیار ہونا ممکن ہو پائے گا۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر یہ شرط پورا ہونا ممکن نہیں۔

iii۔ قرآن فہمی کا حق ادا کرنا۔

اگر یہ تین شرائط پوری ہیں تو آپکو مبارک ہو، انشاء اللہ آپ موت کے خوف سے بھی بچ جائیں گے اور آخرت بھی اچھی ہو جائے گی۔ ابھی وقت ہے جلد از جلد اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ان تین شرائط کو پورا کر کے اپنا بھلا کر لیں ورنہ حسرت و افسوس اور خسارے سے بچ نہ پائیں گے۔ اللہ ہمیں اسکی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

مصیبت پر کرنے والے کام

جب بھی بیماری و مصیبت آجائے تو عافیت کیلئے مصیبت زدہ اور ان کے ساتھیوں کو درج ذیل کام کرنے ہوں گے:

<u>مصیبت زدہ کی ذمہ داری:</u> (۱)۔ دوا کا اہتمام، (۲)۔ بھرپور دعا کرنا اور دوسروں سے دعا کروانا، (۳)۔ صبر اختیار کرنا، (۴)۔ اللہ کے ساتھ وابستگی پیدا کرنا، اللہ پر توکل کرنا، امور کو اللہ کے سپرد کرنا۔ (۵)۔ صدقہ و خیرات کرنا، لوگوں کو معاف کرنا، درگزر کرنا۔

پہلے دو کام تو ہم کرتے ہی ہیں، لیکن دوسرے کام: <u>صبر، توکل و تفویض</u> اور لوگوں کو معاف کرنا.... نہیں کر پاتے۔ اسلئے انکی بہت زیادہ فکر کرنی ہے۔ جب انسان پر بڑی مشکل آجاتی ہے، اسے زندگی کی بہاریں چھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، تو وہ بے صبرا، دلبرداشتہ اور مایوس ہو جاتا ہے، مگر یہ کہ اللہ کے ساتھ حقیقی تعلق موجود ہو۔

جہاں تک قرآن حکیم سے شفا کا معاملہ ہے تو اصلاً تو یہ روحانی امراض / قلبی روگ کی شفایابی یابی کا ذریعہ ہے، لیکن سمجھ بوجھ کے ساتھ اسکی تلاوت (بالخصوص آفات و بلیات سے نجات اور دعاؤں پر مبنی آیات) جسمانی مصائب سے شفایابی کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ لہٰذا قرآن کے ساتھ وابستگی پیدا کی

جائے، بیماری ومصائب میں غلط طور طریقوں کو اختیار کرنے کی بجائے مسنون دعاؤں کے (ترجمہ و فہم کے) ذریعے اللہ کے ساتھ وابستگی پیدا کریں انشاء اللہ دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہوگی۔ دعاؤں کیلئے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کریں: ''حصن المسلم''، ''قرآن شفا ہے، اسلامک بک کمپنی''، ''اذکار مصائب اور مصیبتوں سے کیسے نمٹیں، ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب، درالنور پبلشرز''۔ مزید یہ کہ دوا کے ساتھ ساتھ، بیماری سے نجات کی نیت سے آب زم زم اور شہد کو بھی استعمال کیا جائے۔

مشکل میں انسان کی حالت: خدانخواستہ جب سخت مشکل، جان لیوا بیماری آجائے تو انسان بے صبرا اور سخت مایوس ہوجاتا ہے۔ اس وقت ایمان متزلزل ہونے لگتا ہے۔ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے خیالات آنے لگتے ہیں۔

﴿ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَاo﴾ (احزاب:33: آیت:10)

''اور (جب شدید مصیبت آئی) تو اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔''

ان حالات میں بہت چوکنے ہوکر ایمان کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مشکل حالات میں مایوسی سے بچتے ہوئے صبر کا دامن تھام کر اللہ سے وابستہ ہوجایا جائے۔ انشاءاللہ جو کوئی اہل ایمان مخلص اور متقی ہوگا اللہ تعالیٰ اسکی خود حفاظت فرمائیں گے۔

صبر کیسے نصیب ہو؟ ان انتہائی مشکل حالات میں صبر پانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ:

i۔ دنیا سے ایک نہ ایک دن تو جانا ہی ہے۔ غم سے نجات پانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ جانے کیلئے تیار ہوجایا جائے۔

ii۔ اللہ کے ساتھ وابستہ ہوکر اپنے امور کو اسکی سپرد کرتے ہوئے اس پر توکل اختیار کرلیا جائے۔

iii۔ اللہ کے ناظر ہونے کے تصور کو پختہ کیا جائے کہ وہ میری حالت سے بخوبی واقف ہے۔ اگر اس نے بچانا ہوا تو مجھے کوئی مار نہیں سکتا اور اگر اس نے تکلیف لکھ دی ہے تو کوئی شفا نہیں دے سکتا..... اللہ کے سامنے گر جائیں انشاءاللہ صبر وسکون نصیب ہوجائے گا۔

﴿وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ھُوَ وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡکَ بِخَیۡرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌo﴾ (انعام:5: آیت:17)

''اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو اس کے سوا اسے کوئی اور دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

iv۔ اپنا موازنہ اپنے سے زیادہ مشکلات والوں سے کیا جائے۔

v۔ <u>انتہائی قابل غور:</u> اس ضمن میں حوصلے کیلئے انبیاء علیہم السلام ہمارے لئے سب سے بڑا نمونہ ہیں کہ مخلوقات میں سے سب سے بلند مرتبہ ومقام کے باوجود بھی اُن پر کتنی تکالیف آئیں، کیسے کیسے مصائب سے انہیں واسطہ پڑا؟..... نبی کریم ﷺ جو تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اُن پر کتنے مصائب ٹوٹے: مالی تنگی، فاقے، بیماری، شدید بخار.... طائف کا مشکل ترین دن، غزوات میں لگنے ولاے زخم، شعب ابی طالب کی گھاٹی میں قریبا تین سال محصور رہنا، درختوں کے پتے کھا کر گزارہ..... صحابہ کرامؓ میں بھی سیدنا بلال ومقداد، حضرت صہیب، سیدنا عمار انکی والدہ اور انکے والد حضرت یاسر..... رضی اللہ عنہم پر شدید ظلم ڈھائے گئے لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ لیکن افسوس کہ ہم تھوڑی سی تکلیف کی بنا پر اللہ پر شک اور شکوے شکایات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔! اللہ ہمیں بھی ایمان اور استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)۔

<u>دوست احباب کی ذمہ داری:</u> مصیبت زدہ کے لواحقین اور دوست احباب کو چاہئے کہ:

(۱)۔ تیمارداری کیلئے جائیں، (۲)۔ حوصلہ ہمت بندھائیں، مرض پر صبر کی صورت میں اجر عظیم کی خوشخبری سنائیں، مریض کے پاس یہ کلمات کہیں: (لا باس طھور ان شاء اللہ)۔ (پریشان نہ ہوں ایسی کوئی بات نہیں، اگر اللہ نے چاہا تو یہ مرض گناہوں کا کفارہ بن جائے گا)۔ مریض کے پاس فرشتے موجود ہوتے ہیں جو لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ لہٰذا اچھی دعائیں ہی دینی چاہئیں دلبرداشتہ باتوں سے گریز کرنا چاہئے۔ (۳)۔ مزید یہ کہ اللہ پر توکل کی تلقین کریں، (۴)۔ ہر ممکن

تعاون ومدد کریں، اگر کسی اچھے معالج کو جانتے ہوں تو ضرور رہنمائی کریں۔

ایسا کرنے سے انشاءاللہ شفایابی کی راہ بھی نکلے گی اور آپ پر خیر خواہی کی بدولت رب کی بڑی رحمت ہوگی۔

<u>مشکلات کا عظیم بدلہ:</u> چند روزہ عارضی ایام میں مشکلات پر صبر کرنے والوں کو پروردگار دنیا میں گناہوں کی معافی اور عظیم اخروی بدلہ دیں گے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

☆ ''مسلمان کو کئی بھی دکھ، تکلیف، رنج وغم آئے یا صدمہ پہنچے، یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی اگر چبھے، تو ہر دکھ کے بدلے، اللہ اسکے گناہ مٹاہ دیتا ہے۔'' (صحیح بخاری، المرضیٰ، رقم:5641)

☆ ''مومن مرد اور عورت کو جان، مال اور اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرتا ہے کہ (مصائب پر صبر کی بدولت) اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔'' (ترمذی، کتاب الزھد، رقم:2398)

☆ ''مہاجر، فقرا روز قیامت مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔'' (مسلم، الزھد، رقم:7463)

☆ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں بندے کو اسکی دو پیاری چیزوں یعنی آنکھوں سے محروم کر کے آزماؤں، پھر وہ اس پر صبر کرے تو میں اسکے بدلے میں اسے جنت دوں گا۔''

(بخاری، المرضیٰ رقم:5653)

بلکہ اہل ایمان کی جانیں اور مال تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے:

(دیکھئے سورہ توبہ آیت۔۱۱۱)۔

لہٰذا مشکلات پر ہر ممکن صبر کا دامن نہیں چھوڑنا اور نہ ہی مایوس ہونا ہے۔

اطمینان وسکون کے ذرائع

پریشانیوں سے نجات سے آگاہی تو ہوگئی، اب آخر میں ان نکات کی لسٹ بھی ذہن نشین کرلیں جو حقیقی اطمینان وسکون کا سبب ہیں:

1۔اللہ کی یاد، 2۔خواہشات پر قابو، 3۔آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا، 4۔خدمت خلق، 5۔زندگی کو سمیٹنا، 6۔ویکسی نیشن، 7۔تنہائی اور پاکیزہ جگہیں، 8۔سادگی اپنانا، عام لوگوں کی سطح پر آنا، 9۔ذمہ داری کو احسن نبھانا، 10۔موت کی یاد

ان میں سے ہر چیز دنیا وآخرت کی تسکین کا باعث ہے، جیسے جیسے ان میں اضافہ کرتے جائیں گے، زندگی میں شامل کرتے جائیں گے، سکون واطمینان بڑھتا جائے گا۔

انکی وضاحت کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (مجموعہ تحاریر: باب: ۱۷)

آخری سوال

کیا آپ دنیا وآخرت کی پریشانیوں اور دکھوں سے واقعتاً نجات چاہتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر آپ کو اسکا یقینی حل بتلا دیا گیا ہے، جسے عموماً ہم عمل میں لانے کیلئے سنجیدہ نہیں ہو پاتے۔ اسے عمل میں لائیں اور دنیا وآخرت میں قابل رشک بن جائیں۔!

اللہ عزوجل کا کروڑ ہا شکر ہے جس نے اس اہم تحریر کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ ہمیں اس عظیم سعادت کو پانے، اس عظیم روشنی کو دوسروں تک پہنچا کر اپنا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دنیا وآخرت میں اپنا دائمی ساتھ نصیب فرما کر امن وعافیت کی زندگی عطا فرمائے۔ (آمین)

اس تحریر میں اگر کوئی کمی بیشی ہوگئی ہو تو، اُسے اللہ اپنے کمال فضل سے معاف فرمائے اور جن بھائیوں نے تعاون فرمایا اُن کے علم وعمل اور درجات میں اضافہ فرمائے۔ اس کاوش کا بہترین اجر میرے پیارے والدین بالخصوص پیاری والدہ محترمہ مرحومہ کو عطا فرمائے اور انکی بخشش اور درجات کی بلندی کا سبب بنائے۔ (آمین)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾

((وما تو فیقی الاّ باللّٰہ))



جلدی کریں!

ہماری زندگی اور موت کے مابین ایک غیر یقینی دیوار حائل ہے۔ ہر آن اندیشہ ہے کہ یہ دیوار ٹوٹ جائے اور آخرت کے حقائق ایک بے پناہ سیلاب کی طرح ہمارے اوپر پھٹ پڑیں۔ اُس وقت کوئی زور، کوئی ہوشیاری کام نہ آئے گی۔ انسان بالکل بے سہارہ ہو کر اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہوگا ۔قرآنی احکامات سے دور، خود ساختہ سوچ، فرقہ واریت اور مسلک پرستی کی بنا پر غلط عقائد و افعال پر گامزن، خواہشات کے رسیا، دنیا کی دلفریبیوں میں گم، آخرت سے غافل لوگ دائمی جہنم میں ڈال دئے جائیں گے۔ صرف بچے گا وہ جس نے تعلیمات وحی کو من وعن سمجھا اور من وعن تسلیم کرلیا۔ اپنی سوچ، اپنے فرقے، گروہ، اپنے لیڈرز، اکابرین، امام، پیر اور بزرگ حضرات کو حقیقی معنوں میں اللہ اور اسکے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع کرلیا۔ جس نے صبر کے ساتھ اپنی خواہشات کو قابو کرتے ہوئے، خالق کے سامنے پیش ہونے سے قبل دنیا کی زندگی میں اپنا حساب کرلیا ہوگا۔

اسلئے مکار ابلیس کے فریب سے بچیں اور جلد از جلد حقیقت تسلیم کر کے اپنی دنیا و آخرت کو بچالیں۔ جلدی کریں مہلت کا کچھ بھروسہ نہیں:

''اور (اَے لوگو !) پیروی کرو اُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔ (اَیسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہو جاتا۔ یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اَے کاش ! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوسکوں۔ (اللہ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔''

(سورۃ الزمر، آیت:59 - 55)

ہماری اہم تحاریر

کتاب نمبر	ٹائٹل	کتاب نمبر	ٹائٹل
1	ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کسے نصیب ہوگی؟)	2	قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ)
3	امت مسلمہ کا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل)	4	قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟
5	راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس وشیطان کے حجابات پر حقائق)	6	رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی)
7	توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی)	8	عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ)
9	ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی)	10	کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل)
11	طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی)	12	مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ)
13	امت اسلامیہ کا اتحاد: (اتحاد و یکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر)		

کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

1	ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ)	2	زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟
3	مقصدِ حیات	4	انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس)
5	بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟	6	اوامر و نواہی کی لسٹ
7	تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ)	8	تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل)
9	توحید (لا الٰہ الا اللہ)	10	رسالت (محمد الرسول اللہ)
11	حقوق العباد	12	پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل
13	پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد و عورت کیلئے قرآن وسنت کے احکامات)	14	اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی)

پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

ویب سائٹ (Web Site) کا تعارف

سچی سچی رہنمائی (Pure Guidance)

اللہ کے خصوصی فضل وکرم کی بدولت لمبا عرصہ دین میں غوطہ زن رہ کر، سچائی کی بنیاد پر فہم دین کی بلاتعصب (بے رنگ شفاف عینک والے شیشوں سے) تمام مکاتب فکر سے استفادہ کی بنا پر (ضروری دین پر مشتمل اہم موضوعات) کو تحریری شکل میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کام درج ذیل بنیادوں پر کیا گیا ہے:

کام کی بنیاد

☆ فرقوں اور مسالک کی بجائے اسلام کی بالاتری، ☆ سچائی اور دیانتداری کا دامن تھامتے ہوئے، ☆ قرآن وسنت کے پختہ دلائل، ☆ انتہاء پسندی کی بجائے اعتدال کو ملحوظ رکھنا، ☆ فروعات کی بجائے بنیادی واصولی چیزوں کی ترجیح، ☆ سلف، آئمہ، بزرگانِ دین کے فہم سے استفادہ، ☆ عزت واحترام اور اخلاقی پہلو کو مدنظر رکھنا، ☆ اہل اسلام کے اتحاد ویکجہتی کیلئے، ☆ مختصر، عام فہم، عامی لوگوں کی سطح پر مواد۔

کام کی تفصیل

قارئین کی آسانی کیلئے یہ تحریری مواد درج ذیل شکلوں میں مرتب کیا گیا ہے:

(1)۔ وڈیو (Short Video Clip): اہم موضوعات پر مبنی دو تین منٹ کی انتہائی مختصر وڈیو (Speech)۔

(2)۔ کتابیں (Books): دین کو گہرائی سے جاننے والوں کیلئے دلائل کی بنیاد پر تفصیلی رہنمائی پر مبنی کتابیں۔

(3)۔ کتابچے (Booklets): آسانی کیلئے، کم یعنی چند ضروری دلائل کی بنیاد پر مختصر کتابچے۔

(4)۔ پمفلٹ (Pamphlets): مزید آسانی کیلئے چند (پانچ، دس) صفحات پر مشتمل پمفلٹ۔

(5)۔ بروشرز (Inspiration): عوام الناس کیلئے ایک صفحہ پر مشتمل بروشر کی شکل میں انتہائی ضروری، اہم حقائق پر مبنی انتہائی مختصر مواد جسے بار بار دہراتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(6)۔ سنہری اقوال (Golden Quotes): انتہائی مختصر چند سطور پر مبنی زندگی تبدیل کرنے والے سنہری اقوال۔

ویب سائٹ (Web Site)

یاد رکھیں! ہدایت اس پر کھلتی ہے جس میں سچائی جاننے کی شدید تڑپ ہو، پیاس ہو، جو بے قرار ہو۔ حقیقت تک رسائی کیلئے مذکورہ مواد درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔ خود آگاہ ہو کر دوسروں کی آگاہی کا ذریعہ بنیں۔

(www.khidmat-islam.com)

وڈیوز (Short Video Clips) کی تفصیل

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

اللہ کے خصوصی فضل وکرم کی بدولت لمبا عرصہ دین میں غوطہ زن رہ کر، سچائی کی بنیاد پر فہمِ دین کی بلاتعصب (بے رنگ شفاف عینک والے شیشوں سے) تمام مکاتب فکر سے استفادہ کی بنا پر، دین کے تمام اہم موضوعات پر مبنی دو تین منٹ کی انتہائی مختصر وڈیوز (Speech) درج ذیل عنوانات کے تحت تیار کی جارہی ہیں:

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان
1	دنیا کی حقیقت اور آخرت کا تصور	5	ایمان
a	ہماری حقیقت اور ابلیس	6	ہدایت اور فرقہ پرستی
b	مقصدِ حیات	7	توحید
c	موت پر حقائق	8	رسالت
d	دنیا کی حقیقت	9	عبادات
e	اُخروی حسرتیں	10	اخلاقیات ومعاملات
f	اُخروی انجام	11	معاشیات
2	خالق کا یقین	12	قرآنِ حکیم سے منتخب مقامات
3	خالق سے تعلق کے مراحل	13	متفرق عنوانات
4	قرآن ہدایت کی اوّلین بنیاد		

یاد رکھیں! حقیقی ہدایت صرف اُس پر کھلتی ہے جس میں: اخلاص ہو، سچائی جاننے کی شدید تڑپ ہو، پیاس ہو، جو بے قرار ہو، جس کیلئے ہدایت زندگی موت کا مسئلہ بن جائے۔ حقیقی ہدایت تک رسائی کیلئے مذکورہ مواد جیسے جیسے تیار ہوتا جائے گا، درج ذیل (YouTube) چینل پر دستیاب (Upload) ہوتا جائے گا۔ سچائی سے خود آگاہ ہو کر دوسروں کی آگاہی کا ذریعہ بنیں۔

YouTube: (@nijat63)

ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

☆ اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔

☆ جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔

☆ شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: 103)

ترجمہ: ''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت: 159)

ترجمہ: ''بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

مصائب وآلام، تنگی وتکالیف اور پریشانیاں اس زندگی کا حصہ ہیں۔ یہ گاہے بگاہے آنی ہی آنی ہیں۔ اسباب کی اس زندگی میں ان سے بچنے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے، لیکن ان سے کلّی چھٹکارہ پانا ممکن نہیں۔ مصائب سے نمٹنے کے دو بنیادی ذرائع ہیں: (۱)۔ اسباب کے تحت کوشش (عمومی حل) اور (۲)۔ مسبب الاسباب کا سہارہ (یعنی خصوصی حل)۔ عام طور پر لوگ پہلے حل سے تو کسی حد تک آگاہ ہوتے ہی ہیں، جبکہ دوسرے حل کو نہیں جانتے۔ اسباب کے تحت موثر کاوش (یعنی عمومی حل) سے کافی حد تک بچاؤ تو ہو جاتا ہے، لیکن مسئلہ پوری طرح سے حل نہیں ہو پاتا۔ ایک مصیبت سے جان چھوٹی ہے، تو دس نئی مصیبتیں آواقع ہوتی ہیں۔ زندگی کے اس کڑوے پہلو سے نجات کا اصل ذریعہ..... عمومی حل کے تحت کاوش کے ساتھ ساتھ خصوصی حل کو اپنانا ہی ہے۔ جس کے بغیر نہ دنیا میں امان ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ انسان کی اصل خوش نصیبی اس (خصوصی حل کی) حقیقت سے آگاہی اور اسے اپنانے میں ہے اور اصل قابل ترس وہ لوگ ہیں جو اس حقیقت سے نابلد ہیں۔ یہ تحریر اس بھنور سے نکلنے کی ایک منفرد کاوش ہے، جس میں پریشانیوں سے نجات کے حقیقی حل کے تمام پہلوؤں کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ جو ان شاءاللہ چین وراحت اور امن وعافیت کا یقینی ذریعہ ثابت ہوں گے۔ خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کا ذریعہ بنیں۔

Designed By: عبدالرامع 0307-4122161

ہمارا عزم
(سچائی کی پیروی)
WWW.KHIDMATISLAM.COM
KHIDMAT777@GMAIL.COM